اسلامی فقہ

المستوى:الثاني | 2 | درجہ:دوم

إعداد: قسم التعليم | تیار کردہ:شعبۂ تعلیم

ترجمة : أبو فيصل سميع الله رحمہ اللہ

تصحيح وإضافة: أبو أسعد قطب محمد الأثري

تحت إشراف | زیر نگرانی

المكتب التعاوني للدعوة
وتوعية الجاليات بالربوة

ISLAMIC PROPAGATION OFFICE IN RABWAH
P.O.BOX 29465 ARRIYADH 11457
TEL 4454900 – 4916065 FAX 4970126

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اذان اور اقامت کا بیان

اذان کا لغوی معنی:

اذان کا لغوی معنی اعلان کرنااور باخبر کرنا ہے جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿ وَأَذَٰنٌ مِّنَ ٱللَّهِ وَرَسُولِهِۦٓ ﴾(التوبة: ٣)۔

" اللہ اوراس کے رسول کی طرف سے اعلان ہے "۔

اذان کا شرعی معنی:

اللہ کی عبادت کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے مخصوص ذکر کے ساتھ نماز کے وقت کے داخل ہونے کا اعلان کرنا۔

اقامت کا لغوی معنی:

اقامت یہ اقام کا مصدر ہے جس کا معنی ہے (اقامۃ القاعد) بیٹھے کو نماز کے لئے اٹھانا۔

اقامت کا شرعی معنی:

تعبد الہی کی خاطر مخصوص ذکر کے ساتھ نماز کے قائم کرنے کا اعلان کرنا۔

اذان کی مشروعیت:

مدینہ نبویہ میں سن ایک (١) ہجری میں اذان مشروع ہوئی۔

اذان اور اقامت کا شرعی حکم:

اذان اور اقامت کا درجہ شریعت میں فرض کفایہ کا ہے، چاہے سفر ہو یا حضر ہو، اور یہ حکم فقط مردوں کے لئے ہے عورتوں کو اس کی اجازت نہیں، اور اذان و اقامت فقط پانچ وقت کی نمازوں اور نماز جمعہ کے لئے ہے، یہ دونوں اسلام کے ظاہری شعائر میں سے ہیں انہیں معطل کرنا جائز نہیں۔

مشروعیت اذان کی حکمت:

۱-توحید کا اعلان اور لوگوں کو شب و روز اس کی یاد دہانی۔

۲-نماز کے دخول وقت اور اس کی جگہ کا اعلان کرنا، اور لوگوں کو نماز باجماعت کی طرف بلانا ہے جس میں بڑی بھلائیاں مضمر ہیں۔

۳-اذان کے ذریعہ غفلت کے شکار لوگوں کو تنبیہ کرنا، اور بھولوں کو یاد دلا کر نماز کی ادائیگی کی رغبت دلانا ہے جو کہ اللہ کی ایک بیش بہا نعمت ہے، اور کامیابی و کامرانی کی اساس ہے، اور اذان کے ذریعہ مسلمانوں کو دعوت دیکر اس نعمت کی محرومی سے انہیں بچانا ہے۔

فائدہ: نبی اکرم ﷺ کے چار مؤذن تھے:

۱-بلال بن رباح رضی اللہ عنہ (مدینہ میں مسجد نبوی کے مؤذن) ۔۲-عمرو بن ام مکتوم رضی اللہ عنہ (مدینہ میں مسجد نبوی کے مؤذن) ۔۳-سعد القرظ رضی اللہ عنہ (مدینہ میں مسجد قباء کے مؤذن) ۔

۴-ابو محذورۃ رضی اللہ عنہ (مکہ میں مسجد حرام کے مؤذن) ۔

اذان کی فضیلت:

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: (لاَ يَسْمَعُ مَدَى صَوْتِ المُؤَذِّنِ، جِنٌّ وَلاَ إِنْسٌ وَلاَ شَيْءٌ، إِلا شَهِدَ لَهُ يَوْمَ القِيَامَةِ) (بخاري :٦٠٩ مطولا)۔

"مؤذن کی آواز جہاں تک جاتی ہے اسے جو بھی جن اور انسان یا کوئی بھی چیز سنتے ہیں، وہ سب بروز قیامت مؤذن کے حق میں شہادت دیں گے"۔

معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما سے مروی ایک حدیث میں مؤذن کی فضیلت بیان کرتے ہوئے نبی اکرم ﷺ نے کچھ اس طرح فرمایا: (المؤذِّنونَ أَطولُ النّاسِ أَعناقًا يومَ القِيامة) (مسلم :٣٨٧)۔

"قیامت کے روز اذان دینے والے لمبی گردنوں والے ہوں گے"۔

اذان اور اقامت کے صحیح ہونے کی شرطیں:

اذان اور اقامت شریعت کی نظر میں اسی وقت صحیح اور درست قرار پاتے ہیں جب ان میں درج ذیل شروط پائی جائیں۔
۱-اذان دینے والا مسلمان ہو کافر نہ ہو۔ ۲-عاقل ہو، پاگل یا نشہ میں یا نا سمجھ بچہ نہ ہو۔
۳-مرد ہو عورت نہ ہو (کیونکہ عورت کی آواز میں فتنہ ہے) اور ایسے ہی خنیث (ہجڑا) نہ ہو اس لئے کہ اس کے مرد ہونے کا علم نہیں ہے۔
۴-اذان نماز کے وقت میں ہو، نماز کے دخول وقت سے پہلے دی ہوئی اذان صحیح نہیں، سوائے فجر وجمعہ کے پہلی اذان کے کیونکہ ان دونوں صورتوں میں وقت سے پہلے اذان دینا جائز ہے، اور اقامت نماز کے قائم کرنے کے ارادے کے وقت ہو۔
۵-اذان کے کلمات ترتیب کے ساتھ اور پے درپے (بغیر انقطاع) کے کہے جائیں جیسا کہ سنت صحیحہ سے ثابت ہے۔
۶-اذان اور اقامت کے کلمات عربی زبان میں انھیں الفاظ کے ساتھ ادا کئے جائیں جیسا کہ حدیث میں وارد ہے۔

اذان کے مستحبات:

۱-ترتیل کے ساتھ اذان دینا ۲-بلند آواز اور اونچی جگہ سے اذان دینا ۳-حی علی الصلاۃ کہتے وقت دائیں جانب اور حی علی الفلاح کہتے ہوئے بائیں جانب چہرا موڑنا ۴-مؤذن کا خوش الحان ہونا ۵-وقت کا جانکار ہونا
۶-قبلہ رخ ہونا ۷-پاک ہونا ۸-کھڑے ہو کر اذان دینا۔

اذان کی کیفیت

عہد رسالت میں بلال رضی اللہ عنہ مسجد نبوی کے مؤذن تھے، اور وہ جن جملوں کے ساتھ اذان دیتے تھے ان کی تعداد پندرہ (۱۵) ہے:

۱ -اللَّهُ أَكْبَرُ، ۲ -اللَّهُ أَكْبَرُ،
۳ -اللَّهُ أَكْبَرُ، ٤ - اللَّهُ أَكْبَرُ،

٥ -أَشْهَدُ أَنْ لا إِلَهَ إِلا اللَّهُ، ٦ - أَشْهَدُ أَنْ لا إِلَهَ إِلا اللَّهُ،
٧ - أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ، ٨ -أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ،
٩ -حَيَّ عَلَى الصَّلاةِ، ١٠ -حَيَّ عَلَى الصَّلاةِ،
١١ -حَيَّ عَلَى الْفَلاحِ، ١٢ - حَيَّ عَلَى الْفَلاحِ،
١٣ -اللَّهُ أَكْبَرُ، ١٤ -اللَّهُ أَكْبَرُ، ١٥ - لا إِلَهَ إِلا اللَّهُ.

(أبو داود:٤٩٩، ابن ماجه:٧٠٦، ترمذي :١٨٩ مختصرا، حسن صحيح صححه البخاري و ابن خزيمة).

نوٹ: مذکورہ اذان کی مشہور کیفیت جو پندرہ جملوں پر مشتمل ہے، یہ اذان بلالی ہے، اور اسی کو احناف اور حنابلہ نے اختیار کیا ہے، اور دوسری کیفیت جو سترہ (١٧) جملوں پر مشتمل ہے جس کا رواج مکہ میں تھا اور مکہ کے موذن ابو محذورہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھایا تھا، اس کی کیفیت یہ ہے کہ اذان کے آغاز میں (اللَّهُ أَكْبَرُ) صرف دو بار کہے جائیں، اور شہادتین (أَشْهَدُ أَنْ لا إِلَهَ إِلا اللَّهُ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ) پہلے دو دو بار آہستہ آہستہ کہے جائیں اور پھر دو دو بار باآواز بلند کہے جائیں، اسے ترجیع کہتے ہیں، اس کیفیت کی دلیل صحیح مسلم کی روایت (٣٧٩) ہے، اور اسے مالکیہ نے اختیار کیا ہے، اذان کی ایک تیسری کیفیت بھی حدیث میں مذکور ہے جو بالکل پہلی کیفیت ہی کی طرح سے ہے لیکن اس میں بھی ترجیع یعنی شہادتین (أَشْهَدُ أَنْ لا إِلَهَ إِلا اللَّهُ، أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ) پہلے دو دو بار آہستہ آہستہ کہے جائیں اور پھر دو دو بار باآواز بلند کہے جائیں، اس کیفیت میں اذان کے جملے کی تعداد انیس (١٩) ہو جاتی ہے، اس کو شوافع نے اختیار کیا ہے، اور ایک چوتھی کیفیت بھی بیان کی جاتی جو ابوداود (٥١٠، حسن) میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت سے ہے جس میں یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں اذان کے کلمات دو دو بار کہے جاتے، اور آخر میں کلمہ توحید ایک بار کہا جاتا، اس حساب سے اذان کے جملہ کلمات کی تعداد تیرہ (١٣) ہوتے ہیں، اور اذان فجر میں مؤذن حَيَّ عَلَى الْفَلاحِ کے بعد الصَّلاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ، الصَّلاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ کہے۔

شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں سلف کے نزدیک چاروں کیفیتوں میں اذان دینا درست ہے، اور ان تمام صورتوں کے متعلق احادیث وارد ہیں، ہاں اگر فتنہ کا اندیشہ ہو تو فقط ایک پر اکتفا کرنا ہی افضل ہے۔

اذان کے جواب دینے کا طریقہ اور اس کی فضیلت

اذان سننے والے کے لئے مسنون یہ ہے کہ اذان کے کلمات سنتا جائے اور مؤذن کے پیچھے پیچھے اس کو ہو بہو دہراتا جائے ،البتہ جب حَيَّ عَلَى الصَّلاةِ اور حَيَّ عَلَى الْفَلاحِ کی آواز سنے تو اس کے جواب میں لا حَوْلَ وَلا قُوَّةَ إِلا بِاللّٰهِ کہے، جیسا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ’’ جب تم مؤذن کو اذان دیتے سنو تو ویسے ہی دہراؤ جیسے مؤذن کہتا ہے‘‘ (مسلم:۳۸۴)۔

ایک دوسری روایت میں حَيَّ عَلَى الصَّلاةِ اور حَيَّ عَلَى الْفَلاحِ کی آواز سنتے وقت لا حَوْلَ وَلا قُوَّةَ إِلا بِاللّٰهِ کہنے کی صراحت آئی ہے، اس وجہ سے اس کے جواب میں یہی کہا جائے گا۔

اذان کے جواب دینے کی فضیلت کے بارے میں عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے:

«إِذَا سَمِعْتُمُ الْمُؤَذِّنَ، فَقُولُوا مِثْلَ مَا يَقُولُ ثُمَّ صَلُّوا عَلَيَّ، فَإِنَّهُ مَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلَاةً صَلَّى اللّٰه عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا ، ثُمَّ سَلُوا اللّٰهَ لِيَ الْوَسِيلَةَ، فَإِنَّهَا مَنْزِلَةٌ فِي الْجَنَّةِ، لا تَنْبَغِي إِلا لِعَبْدٍ مِنْ عِبَادِ اللّٰهِ، وَأَرْجُو أَنْ أَكُونَ أَنَا هُوَ، فَمَنْ سَأَلَ لِي الْوَسِيلَةَ حَلَّتْ لَهُ الشَّفَاعَةُ»

’’جب تم مؤذن کی اذان سنو تو تم اسی طرح اس کا جواب دو جس طرح وہ کہتا ہے، پھر مجھ پر درود بھیجو، کیونکہ جو مجھ پر ایک بار درود بھیجے گا اللہ تعالی اس کے بدلے اس پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا، پھر میرے لئے اللہ سے وسیلہ مانگو، یہ جنت میں ایک مقام ہے جو اللہ کے بندوں میں سے صرف ایک بندے کی خاطر ہے، اور مجھے امید ہے کہ وہ میں ہی ہوں، چنانچہ جس نے میرے لئے وسیلہ مانگا اس کے لئے میری شفاعت حلال ہو جائے گی‘‘۔(مسلم:۳۸۴)

اذان کے بعد کی دعا

اذان سننے کے بعد مسنون یہ ہے کہ اذان سننے والا نبی اکرم ﷺ پر درود پڑھے، اور اور پھر یہ دعا پڑھے جس کے بارے میں جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا، جس نے اذان سن کر یہ دعا پڑھی اس پر بروز قیامت میری شفاعت حلال ہو جائے گی، اور وہ دعا یہ ہے: (اللّٰهمّ رَبَّ هذِهِ الدّعوةِ التّامّةِ ، والصّلاةِ القَائِمةِ ،آت مُحَمّداً الْوسِيلَةَ ، والْفضِيلَة ، وابْعثْهُ مقَامًا محْمُوداً الّذي وعَدْتَه).

" اے اللہ! اس دعوت کامل اور قائم ہونے والی نماز کے رب، محمد ﷺ کو وسیلہ اور فضیلت عطا فرما، اور انہیں اس مقام محمود پر فائز کر دے جس کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے"۔(بخاری:۶۱۴)

اذان سے متعلق چند مسائل

۱-نماز کا وقت داخل ہونے پر ہر نماز کے لئے الگ الگ ایک اذان دی جائے گی، سوائے جمعہ اور فجر کے کیونکہ ان دونوں میں سے ہر ایک کے لئے دو اذان دینا ثابت ہے۔

۲-ریڈیو یا ٹیلی ویژن کا ریکارڈ شدہ اذان قابل اعتبار نہ ہوگا، کیونکہ اذان ایک عبادت ہے جو ہر دن پانچ بار دہرائی جاتی ہے، جس کے لئے نیت ضروری ہے اور نماز ہی کے مانند ہر وقت پر اس کی ادا لازم ہے، اور اس ریکارڈ شدہ اذان کا جواب دینا مشروع نہیں۔

۳-نماز کا وقت داخل ہونے سے پہلے دی جانے والی اذان نہ جائز ہے اور نہ ہی کفایت کرنے والی ہے۔

۴-ایک سے زائد مؤذن کی اذان سن کر جواب دینا جائز ہے، اور ایسا کرنے سے وہ متابعت کے اجر کا مستحق ہوگا۔

۵-مؤذن کے اذان دینے کے وقت اگر کوئی شخص مسجد میں داخل ہو تو اس کے لئے مستحب یہ ہے کہ وہ پہلے اذان کا جواب دے، اور پھر اذان ختم ہونے کے بعد دعا پڑھے، اور پھر دو رکعت تحیۃ المسجد ادا کرنے کے بعد بیٹھے۔

۶-اذان ہونے کے بعد مسجد سے نکلنا جائز نہیں، ہاں اگر کوئی عذر ہو تو پھر کوئی مضائقہ نہیں، جیسے بیماری یا تجدید وضو وغیرہ۔

۷-اذان،اقامت اور نماز وخطبہ کے لئے حسب ضرورت لاوڈاسپیکر کا استعمال کرنا جائز ہے،بصورت دیگر اس کا ترک کرنا اولی وافضل ہے،اور اگر اس سے ضرر کا یا تشویش کا اندیشہ ہو تو اس کے استعمال کے بغیر ہی نماز پڑھائی جائے۔

۸-سخت ترین ٹھنڈی اور بارش کی راتوں میں یا ان جیسی حالتوں میں مؤذن کے لئے حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ اور حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ کے بعد یا اذان کے اختتام پر ثابت شدہ حدیث کی روشنی میں یہ کہنا مسنون ہے: (أَلَا صَلُّوا فِي الرِّحَالِ)" آگاہ! کجاوے میں نماز ادا کرلو"۔ (بخاری:٦٦٦،مسلم:٦٩٧) یا یوں کہے:(صَلُّوا فِي بُيُوتِكُمْ) " اپنے گھروں میں نماز ادا کرلو"۔(بخاری:٩٠١،مسلم:٦٩٩)۔

اقامت کی کیفیت

١ -اللَّهُ أَكْبَرُ، ٢ -اللَّهُ أَكْبَرُ،

٣ -أَشْهَدُ أَنْ لا إِلَهَ إِلا اللَّهُ، ٤ -أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ،

٥ -حَيَّ عَلَى الصَّلاةِ، ٦ -حَيَّ عَلَى الْفَلاحِ،

٧ -قَدْ قَامَتِ الصّلاةُ ٨ - قَدْ قَامَتِ الصّلاةُ

٩ -اللَّهُ أَكْبَرُ، ١٠ -اللَّهُ أَكْبَرُ،

١١ -لا إِلَهَ إِلا اللَّهُ.

یہ گیارہ(۱۱) جملوں پر مشتمل اقامت بلالی ہے جسے آپ رضی اللہ عنہ مسجد نبوی میں نبی اکرم ﷺ کے روبرو کہا کرتے تھے ،اور اس کی صراحت سنن ابی داود کی حدیث (۴۹۹) میں ہے،اور صحت کے اعتبار سے صحیح ہے،امام بخاری اور امام ابن خزیمہ نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

اقامت کی ایک دوسری کیفیت بھی حدیث سے ثابت ہے جو سترہ (۱۷) جملوں پر مشتمل ہے جو بالکل اذان کے مانند ہے یعنی تکبیر چار بار، شہادتین چار بار، حیعلتین چار بار، قد قامت الصلاۃ دو بار، تکبیر دو بار، لاالہ الا اللہ ایک بار (سنن ابی داود: ۵۰۲، سنن ترمذی: ۱۹۲، حسن صحیح)۔

اقامت سے متعلق چند مسائل

۱-اذان اور اقامت کے درمیان دعا کرنا، نماز پڑھنا، ذکر اور تلاوت قرآن کرنا مسنون ہے۔

۲-اقامت کہنا مؤذن کا حق ہے۔

۳-حالت سفر میں پیش آنے والی نمازوں کے لیے اذان واقامت دونوں کہی جائے گی۔

۴-نماز کے لئے اذان واقامت کی مشروعیت کی چار شکلیں ہیں:

☆ایسی نماز جس کے لیے اذان واقامت دونوں کہی جائے گی وہ پانچ وقت کی نمازیں اور جمعہ ہے۔

☆ایسی نماز جس کے لئے صرف اقامت کہی جاتی ہے اذان نہیں دی جاتی وہ جمع کی گئی نماز ہے جیسے نماز عصر ظہر کے ساتھ اور نماز عشاء مغرب کے ساتھ، تو عصر کی ادائیگی کے وقت صرف اقامت کہی جائے گی، اور ایسے ہی عشاء کی ادائیگی کے وقت محض اقامت کہی جائے گی، اور اسی طرح تمام قضاء والی نمازیں بھی ہیں جن کے لیے صرف اقامت کہہ کر نماز ادا کی جائے گی، اذان نہیں دی جائے گی۔

☆ایسی نماز جس کے لئے مخصوص الفاظ کے ساتھ ندا دی جائے جیسے الصلاۃ جامعۃ اور یہ نماز کسوف وخسوف (سورج اور چاند گہن) کی ہے۔

☆ایسی نماز جس کے لئے نہ اذان ہے اور نہ ہی اقامت اور وہ نمازیں نفل، جنازہ، عیدین اور استسقاء کی ہیں۔

پانچ فرض نمازوں کے اوقات کا بیان

اللہ تعالی کا فرمان ہے: ﴿إِنَّ ٱلصَّلَوٰةَ كَانَتۡ عَلَى ٱلۡمُؤۡمِنِينَ كِتَٰبٗا مَّوۡقُوتٗا ﴾ (النساء:۱۰۳)

"یقینا نماز مومنوں پر مقررہ وقتوں پر فرض ہے"۔ یعنی نماز متعین وقت پر فرض کی گئی ہے، اور اللہ نے ان اوقات کی وضاحت اپنے فرمان میں کچھ یوں فرمایا ہے: ﴿ أَقِمِ ٱلصَّلَوٰةَ لِدُلُوكِ ٱلشَّمۡسِ إِلَىٰ غَسَقِ ٱلَّيۡلِ وَقُرۡءَانَ ٱلۡفَجۡرِۖ إِنَّ قُرۡءَانَ ٱلۡفَجۡرِ كَانَ مَشۡهُودٗا ﴾ (الاسراء:۷۸)

''نماز قائم کریں آفتاب کے ڈھلنے سے لے کر رات کی تاریکی تک اور فجر کے وقت قرآن پڑھنا بھی، یقیناً فجر کے وقت قرآن پڑھنا فرشتوں کے حاضر ہونے کا وقت ہے'' ۔

سورج کا ڈھلنا اس کا مائل ہونا ہے، اور رات کی تاریکی اس کا سخت اندھیرا ہونا ہے، اور اس سے مقصود آدھی رات ہے ،اور یہ چار نمازوں کے وقت کو شامل ہے: ظہر، عصر، مغرب اور عشاء۔

ان چاروں نمازوں کے اوقات کو ایک ہی وقت میں اکٹھا کر دیا گیا ہے کیونکہ ان کے اوقات کے درمیان فصل (دوریاں) نہیں ہیں جوں ہی ایک نماز کا وقت ختم ہوتا اس کے بعد آنے والی نماز کا وقت داخل ہو جاتا، اور رہا صلاۃ فجر کہ اس کو جداگانہ بیان کیا گیا کیونکہ اس کا وقت نہ تو صلاۃ عشاء سے جڑتا ہے اور نہ ہی صلاۃ ظہر سے۔

عبداللہ بن عمرو بن العاص و جابر اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی احادیث میں اوقات صلاۃ کی بڑی وضاحت مذکور ہے جس کی تفصیل یہ ہے:

صلاۃ ظہر کا وقت:

زوال شمس (سورج ڈھلنے) سے لیکر اس وقت تک کہ ہر چیز کا سایہ اس کے مثل ہو جائے خط استوا کے سائے کے علاوہ، اس کو جلدی پڑھنا افضل ہے، البتہ سخت گرمی کے دنوں میں اس کو ٹھنڈا کر کے تاخیر سے پڑھنا افضل ہے، اور یہ چار رکعتیں ہیں۔

صلاۃ عصر کا وقت:

ہر چیز کا سایہ اس کے مثل ہونے سے لیکر سورج ڈوبنے تک ہے لیکن سورج کے پیلے پڑ جانے کے بعد کا وقت یعنی سورج غروب ہونے سے چند لمحات پہلے کا وقت ضرورت کا وقت ہے (جیسے جماعت سے سو جانا یا بھول جانا وغیرہ) اور یہ چار رکعتیں ہیں۔

صلاۃ مغرب کا وقت:

سورج غروب ہونے کے بعد سے سرخی شفق کے غائب ہونے تک (شفق کی سرخی وہ ہے جو سورج کے غروب کے بعد

ظاہر ہوتی ہے)اس میں تین رکعتیں ہیں۔

صلاۃ عشاء کا وقت:

شفق کے غائب ہونے کے بعد سے رات کے آدھے حصے تک،اور یہ نماز اگر رات کے تہائی حصہ تک تاخیر کر کے پڑھی جائے تو افضل ہے،اس میں چار رکعتیں ہیں۔

صلاۃ فجر کا وقت:

طلوع فجر (صبح صادق) سے طلوع آفتاب تک،اس کو پہلے پڑھنا افضل ہے،اور اس میں دو رکعتیں ہیں۔(مسلم:۶۱۳)

اللہ کی کتاب اور رسول اللہ ﷺ کی سنت میں نماز کے اوقات کی یہی حد بندیاں ہیں چنانچہ جس کسی شخص نے قرآن وسنت کے بیان کردہ وقت محدد سے پہلے کوئی بھی نماز ادا کرلی تو ایسا کرنے والا پہلے تو گنہ گار ہے اور دوسرے اس کی نماز باطل ومردود ہے جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالی نے فرمایا:﴿وَمَن يَتَعَدَّ حُدُودَ ٱللَّهِ فَأُوْلَٰٓئِكَ هُمُ ٱلظَّٰلِمُونَ﴾ (البقرۃ:۲۲۹) ''اور جو لوگ اللہ کی حدوں سے تجاوز کر جائیں وہ ظالم ہیں''۔

جن اوقات میں نماز پڑھنا منع ہے

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تین وقتوں میں نبی اکرم ﷺ ہمیں نماز پڑھنے اور اپنے مردوں کو دفن کرنے سے منع کرتے تھے:

☆سورج طلوع ہونے کے وقت یہاں تک کہ وہ بلند ہو جائے،اس کی مدت تقریباً پندرہ منٹ ہے۔

☆کھڑی دوپہر کے وقت یہاں تک کہ سورج مائل ہو جائے،اس کی مدت تقریباً پانچ منٹ ہے۔

☆سورج غروب ہونے کے وقت یہاں تک کہ وہ پوری طرح غروب ہو جائے۔(مسلم:۸۳۵)

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: «لا صَلاةَ بَعْدَ صَلاةِ الْعَصْرِ حَتَّى تَغْرُبَ الشَّمْسُ، وَلا صَلاةَ بَعْدَ صَلاةِ الْفَجْرِ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ»

''عصر کی نماز کے بعد کوئی نماز نہیں یہاں تک کہ سورج ڈوب جائے،اور فجر کی نماز کے بعد کوئی نماز نہیں یہاں تک کہ سورج نکل آئے ''۔(بخاري: ۵۸۶،مسلم:۸۲۷)

حدیث میں ذکر کردہ یہ پانچ اوقات جن میں نماز پڑھنے کی ممانعت ہے ،اس سے مراد عام نفل نماز ہے ، لیکن ان اوقات میں چھوٹی ہوئی فرض نمازوں کی قضا کی جاسکتی ہے،اور سبب والی ساری نمازیں پڑھی جاسکتی ہیں مثلاتحیۃ المسجد، تحیۃ الوضو،جنازہ کی نماز، سورج گہن کی نماز،اسی طرح فجر کی چھوٹی ہوئی دو سنتیں نماز فجر کے بعد قضا کی جاسکتی ہیں، اور اسی طرح عصر کے بعد ظہر کی سنت کی قضا بھی کی جاسکتی ہے۔

سُترہ کے احکام

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لا تُصَلِّ إلا إِلَى سُتْرَةٍ ، وَلا تَدَعْ أَحدًا يَمُرُّ بيْنَ يدَيْكَ ، فَإِنْ أَبَى فَلْتُقَاتِلْهُ؛ فَإِنَّ مَعَهُ الْقَرِينَ» ''سترے کے بغیر نماز نہ پڑھو،اور کسی کو اپنے آگے سے نہ گزرنے دو،اگر وہ انکار کردے تو اس سے لڑو کیونکہ اس کے ساتھ یقیناً شیطان ہے ''۔(مسلم:۵۰۶)

سترہ کی اونچائی کی مقدار:

عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ سترہ کی مقدار بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اونٹ کے کجاوے کا پچھلا حصہ ذراع یا اس سے زیادہ اونچا ہوتا ہے،اور یہ تقریبا ڈیڑھ فٹ ہوتا ہے،اس سے کم اونچائی والی چیز سترہ کا کام نہیں دے گی۔

سترہ اور نمازی کے درمیان فاصلہ:

سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:«كانَ بَيْنَ مُصَلَّى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبَيْنَ الجِدَارِ مَمَرُّ الشَّاةِ».

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز والی جگہ اور دیوار کے درمیان بکری کے گزرنے کی جگہ تھی۔(بخاری:۴۹۶)

نمازی کے آگے سے گزرنا:

ابو جہیم عبداللہ بن حارث الانصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :« لَوْ يَعْلَمُ المَارُّ بَيْنَ يَدَيِ المُصَلِّي مَاذَا عَلَيْهِ، لَكَانَ أَنْ يَقِفَ أَرْبَعِينَ خَيْرًا لَهُ مِنْ أَنْ يَمُرَّ بَيْنَ يَدَيْهِ». ''اگر نمازی کے آگے سے گزرنے والے کو علم ہو جائے کہ اس پر کتنا گناہ ہے تو اس کے لئے چالیس (دن، مہینے یا سال) تک کھڑا رہنا گزرنے سے بہتر ہوگا ''۔ (بخاری:۵۱۰)

☆امام کا سترہ، مقتدی کے سترہ کا بھی کام دیتا ہے۔☆سترہ فرض یا واجب نہیں بلکہ مستحب ہے۔

☆اگر سترہ کے لئے کوئی چیز حاصل نہ ہو تو بغیر سترہ کے نماز ادا کی جا سکتی ہے۔

نماز کی شرطیں

شرط کے لغوی معنی علامت کے ہیں، اور شریعت میں شرط کہتے ہیں جس کے عدم سے عدم لازم ہو اور جس کے وجود سے وجود لازم نہ ہو اور نہ ہی وہ خود عدم ہو، اور نماز کی شرطیں وہ ہیں جس پر نماز کی صحت موقوف ہوتی ہے، اگر وہ شرط کامل طور پر یا جزئی طور پر نہ پائی جائے تو نماز ہی درست نہ ہو، اور یہ شرطیں درج ذیل ہیں:

۱-مسلمان ہونا ۲-عاقل ہونا ۳-بالغ ہونا ۴-نماز کا وقت ہو جانا

۵-شرمگاہ چھپانا: مردوں کے لئے ناف سے لیکر گھٹنے تک، عورتوں کے لئے پورا بدن، صرف نماز میں دونوں ہتھیلی اور چہرہ کھلا رکھیں، اور اگر اجنبی مرد کی موجودگی میں نماز پڑھ رہی ہوں تو پورا بدن چھپائیں۔

۶-طہارت کا ہونا: حدث اصغر سے طہارت حاصل کرنا یعنی جن چیزوں سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، حدث اکبر سے طہارت حاصل کرنا یعنی جو چیزیں غسل واجب کر دیتی ہیں ان سے پاکی حاصل کرنا۔

۶-نجاست کا ازالہ کرنا: جسم کو نجاست سے پاک کرنا، کپڑے کا پاکیزہ وطاہر ہونا، جگہ کا پاک ہونا۔

۷-قبلہ کی طرف رخ کرنا۔

۸-نیت کرنا یعنی تکبیر تحریمہ سے پہلے جو نماز پڑھ رہا ہے اس کی نیت دل میں کرے، زبان سے کہنے کی ضرورت نہیں۔

نماز کی کیفیت کا بیان

مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:«صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي».

'' تم لوگ نماز ایسے پڑھو جیسے اور جتنا مجھے پڑھتے دیکھتے ہو ''۔(بخاری: ۶۳۱)۔

درج ذیل سطور میں صحیح احادیث کی روشنی میں نماز نبوی کی مکمل کیفیت بیان کی جارہی ہے:

۱-کامل وضو کرنا:

نبی کریم ﷺ کا اس شخص سے فرمانا جس نے نماز میں جلد بازی کی تھی: «إِذَا قُمْتَ إِلَى الصَّلاَةِ فَأَسْبِغِ الْوُضُوءَ». ''جب آپ نماز پڑھنے کا ارادہ کریں تو کامل وضو کریں ''۔(صحیح بخاری: ۶۲۵۱)

۲-قبلہ رخ کھڑا ہونا،نیت کرنا،اور سامنے سترہ رکھنا:

نماز ادا کرنے والا کہیں بھی ہو پورے بدن کے ساتھ قبلہ رخ ہو جائے،اور جس نماز کی ادائیگی کا ارادہ رکھتا ہے چاہے وہ نفلی ہو یا فرض دل سے اس کا قصد وارادہ کرے، نبی ﷺ نیت کے الفاظ زبان سے ادا نہیں فرماتے،اور نہ ہی آپ ﷺ کے اصحاب، لہٰذا زبان سے نیت کے الفاظ ادا نہ کرے،(بلکہ زبان سے نیت کرنا بدعت ہے)۔

☆اور نمازی کے لئے مسنون ہے کہ سترہ کے طور پر اپنے سامنے کوئی چیز رکھ لے،چاہے وہ امام ہو یا منفرد، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اس کا حکم فرمایا ہے(مسلم:۵۰۶)۔

☆ نماز میں قبلہ (کعبہ)رخ ہونا شرط ہے، مگر بعض استثنائی مسائل ہیں جن میں شرط نہیں،اور اس کی وضاحت اہل علم کی کتابوں میں موجود ہے۔

فائدہ: جس کے لئے قبلہ رخ ہو کر نماز پڑھنا شرط نہیں یہ وہ ایسے لوگ ہیں جو قبلہ رخ ہونے کی استطاعت نہیں رکھتے جیسے رسیوں یا زنجیروں میں جکڑا ہوا ایسا شخص جو قبلہ رخ ہونے کی قدرت نہیں رکھتا، گھمسان جنگ کی حالت میں، سیلاب، آگ، درندے، دشمن سے بھاگنے والا، ایسا بیمار جو قبلہ رخ ہونے کی استطاعت نہیں رکھتا،ان تمام

سے یہ حکم ساقط ہو جاتا ہے، یہ حسب حالت جس طرف چاہیں رخ کرکے نماز ادا کر سکتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا:
﴿فَٱتَّقُواْ ٱللَّهَ مَا ٱسْتَطَعْتُمْ﴾ (التغابن:١٦) ”حسب استطاعت اللہ سے ڈرو“

٣-تکبیر تحریمہ کہنا:

تکبیر تحریمہ پکارے یعنی کہے: ”اللہ اکبر“ اور اپنی نظر اپنے سجدہ کی جگہ رکھے۔

٤-رفع یدین کرنا:

تکبیر تحریمہ یعنی شروع نماز میں اللہ اکبر کہتے ہوئے اپنے دونوں ہاتھ اپنے دونوں کندھوں کے برابر تک یا اپنے دونوں کانوں کی لو کے مقابل تک اٹھائے، اس حال میں کہ دونوں ہاتھ کی انگلیاں کھلی ہوئی ہوں، اور ان کا باطنی حصہ قبلہ رخ ہو۔

٥-سینہ پر ہاتھ رکھنا:

اپنے دونوں ہاتھ سینے پر رکھے، بایں طور کہ داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کی پشت، کلائی اور بازو پر رکھے، جیسا کہ وائل بن حجر اور قبیصۃ ابن ھلب الطائی عن أبیہ رضی اللہ عنہما کی حدیث سے ثابت ہے۔

٦-دعائے استفتاح (نماز شروع کرنے کی چند دعائیں):

دعا استفتاح یعنی نماز شروع کرنے کی دعا پڑھنا مسنون ہے، اور وہ یہ دعا ہے جو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:
«اللَّهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِي وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ، اللَّهُمَّ نَقِّنِي مِنْ خَطَايَايَ كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الأَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ، اللَّهُمَّ اغْسِلْنِي مِنْ خَطَايَايَ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ».

”اے اللہ! میرے اور میرے گناہوں کے درمیان اتنی دوری پیدا کردے جتنی دوری تونے مشرق و مغرب کے درمیان پیدا کی ہے، اے اللہ! مجھے میرے گناہوں سے اس طرح پاک وصاف کردے جیسے سفید کپڑا میل و کچیل سے صاف کیا جاتا ہے، اے اللہ! میرے گناہوں کو پانی، برف اور اولے سے دھودے“۔ (صحیح بخاری:٧٤٤، صحیح مسلم:٥٩٨)

یا چاہے اس کی جگہ یہ دعا پڑھ لے: «سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، وَتَبَارَكَ اسْمُكَ، وَتَعَالَى جَدُّكَ، وَلاَ إِلَهَ غَيْرُكَ». ''اے اللہ! تو ہر عیب سے پاک ہے، میں تیری حمد بیان کرتا ہوں، اور تیرا نام بابرکت ہے، اور تیری ذات بلند و برتر ہے، اور تیرے سوا کوئی معبود برحق نہیں''۔

(سنن ابوداود: ۷۷۵، سنن الترمذی: ۲٤۲، سنن ابن ماجہ: ۸۰٤، حم ۳/۵۰)(صحیح، ارواء الغلیل: ۳٤۱)

☆ان دعاؤں کے علاوہ نبی کریم ﷺ سے ثابت شدہ کوئی بھی دعا پڑھی جاسکتی ہے، اس میں کوئی مضائقہ نہیں، لیکن افضل یہی ہے کہ باری باری ساری دعائیں پڑھی جائیں تاکہ آپ ﷺ کی کامل اتباع ہو جائے۔

تعوذ، تسمیہ اور قرأت فاتحہ:

پھر اس کے بعد آہستہ سے پڑھے «أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ. بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ». اور پھر سورہ فاتحہ پڑھے، کیوں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: «لاَ صَلاَةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ». ''جو شخص سورہ فاتحہ نہیں پڑھتا اس کی نماز نہیں ہوتی''۔(صحیح بخاری: ۷۵٦، صحیح مسلم: ۳۹٤)

سورہ فاتحہ پڑھنے کے بعد اگر نماز جہری ہو تو آمین بلند آواز سے کہے، اور اگر نماز سری ہو تو آمین آہستہ سے کہے۔(صحیح بخاری: ۷۸۰، صحیح مسلم: ٤۱۰). پھر اس کے بعد بآسانی جتنا قرآن پڑھ سکتا ہے پڑھے۔

افضل یہ ہے کہ ظہر، عصر، اور عشاء کی نماز میں وساط مفصل (سورۃ عم سے الضحیٰ تک) کی کوئی سورت پڑھے، اور نماز فجر میں طوال مفصل (سورۃ ق سے عم تک) کی کوئی سورت پڑھے، نیز بعض دفعہ رسول اللہ ﷺ سے مغرب کی نماز میں قصار مفصل (سورۃ الضحیٰ سے الناس تک) پڑھنا ثابت ہے، نیز بعض دفعہ رسول اللہ ﷺ سے مغرب کی نماز میں طوال مفصل اور وساط مفصل بھی پڑھنا ثابت ہے، اور مشروع یہ ہے کہ نماز عصر، نماز ظہر کے مقابلے میں ہلکی ہو۔

۷-رکوع کی کیفیت اور اسکی دعا:

پھر اللہ اکبر کہہ کر اپنے دونوں ہاتھوں کو دونوں کندھوں یا دونوں کان کی لو تک لے جاکر رکوع میں جائے، پھر اپنا سر اپنی پیٹھ کے بالکل برابر میں رکھے، اور اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے پیر کے دونوں گھٹنوں پر رکھ لے، اور انگلیوں کو پھیلائے رکھے، اور رکوع میں پوری طرح ٹھہرا رہے، اور یہ دعا پڑھے: «سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ»، ”میرے عظمت والے رب کی ذات پاک ہے“۔

افضل یہ ہے کہ اس دعا کو تین بار یا اس سے بھی زائد بار پڑھے، نیز اس دعا کے ساتھ یہ دعا پڑھنی مستحب ہے: «سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ، اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي».(صحیح بخاری:٧٩٤، صحیح مسلم:٤٨٤) ”اے اللہ! ہمارے رب تیری ذات پاک ہے، ہم تیری حمد وثنا بیان کرتے ہیں، تو ہمیں معاف کردے“۔

۸-رکوع سے اٹھنے کی کیفیت اور اس کے بعد پڑھی جانے والی دعا:

پھر رکوع سے اپنا سر اٹھائے، اور اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے کندھوں یا کانوں کی لو کے برابر اٹھائے، یعنی رفع الیدین کرتے ہوئے چاہے منفرد (تنہا) ہو یا بحیثیت امام، یہ دعا پڑھے: «سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ»، ”اللہ نے اس شخص کی دعا سن لی جس نے اس کی حمد وثنا کی“۔ پھر اطمینان سے سیدھا کھڑا ہو کر یہ دعا پڑھے «رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ، مِلْءَ السَّمَوَاتِ وَالأَرْضِ، وَمِلْءَ مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ». ”اے ہمارے رب! پاکیزہ، مبارک اور خوب خوب تعریف تیرے لئے زیبا ہے، نیز آسمانوں وزمین بھر، اور اس کے علاوہ جتنی تعریف تو چاہے سب تیرے لئے سزاوار ہے“۔(صحیح مسلم:٤٧٦)۔

☆اس کے بعد اگر (امام، مقتدی، منفرد تینوں میں سے ہر ایک) اس دعا کا اضافہ کردے تو بہتر ہے: «أَهْلَ الثَّنَاءِ وَالْمَجْدِ، أَحَقُّ مَا قَالَ الْعَبْدُ، وَكُلُّنَا لَكَ عَبْدٌ، اللَّهُمَّ لاَ مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ، وَلاَ مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ، وَلاَ يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ». ”اے ثنا و بزرگی والے، بندے نے جو تعریف و بزرگی بیان کی سب سے زیادہ تو اس کا مستحق ہے، اور ہم سب تیرے ہی بندے ہیں، تو جو بھی عطا کرے اسے کوئی

روکنے والا نہیں، اور تو جو روک لے، اسے کوئی نوازنے والا نہیں، کسی دولت مند کو اسکی دولت تیرے عذاب سے بچانے میں کوئی فائدہ نہ دے گی، بلکہ عمل صالح سے نجات پائے گا"۔ صحیح حدیث سے یہ دعا بھی ثابت ہے ملاحظہ ہو، صحیح مسلم: (٤٧٧)۔

☆ اگر مقتدی ہے تو رکوع سے اٹھنے کے وقت آخر تک صرف اتنا کہے : " ربنا و لک الحمد ....) "اور اسے "سمع اللہ لمن حمدہ" کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔

☆ شیخ ابن باز رحمہ اللہ کی رائے کے مطابق رکوع سے اٹھنے کے بعد اپنے ہاتھوں کو سینے پر رکھ لیں جیسے رکوع سے پہلے رکھے ہوئے تھے کیونکہ اس کا ثبوت رسول اللہ ﷺ کی ان حدیثوں سے ملتا ہے جو وائل بن حجر اور سہل بن سعد رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، اس کے برخلاف جمہور علماء کا موقف ہے کہ ہاتھوں کا چھوڑے رکھنا ہی مستحب ہے، اور علامہ البانی رحمہ اللہ کا بھی یہی موقف ہے، مسئلہ کی وضاحت کے لیے ملاحظہ فرمائیں، (الصحیحۃ: ٢٢٤، صفۃ صلاۃ النبی، ص:......)۔

۹- پہلا سجدہ:

اللہ اکبر کہہ کر سجدہ کرے، دونوں ہاتھوں کو گھٹنوں سے پہلے زمین پر رکھے، پیر اور ہاتھ کی انگلیاں اس طرح رکھیں کہ وہ قبلہ رخ ہوں، دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو ملا کر زمین پر رکھیں، اور سات اعضاء پر سجدہ کریں، یعنی پیشانی کو ناک کے ساتھ زمین پر رکھیں، اور دونوں ہاتھ، دونوں گھٹنوں، اور دونوں پیر کی انگلیوں کے نچلے حصہ کو زمین پر رکھیں، اور تین یا اس سے زائد بار یہ دعا پڑھیں: "سبحان ربی الاعلیٰ"، "میں اپنے برتر و بالا رب کی پاکی بیان کرتا ہوں"۔

فائدہ: سجدہ میں جاتے وقت ہاتھوں کو گھٹنوں سے پہلے زمین پر رکھنا مطلقا افضل ہے، اس میں دشواری اور آسانی کی کوئی قید نہیں، اس کے لئے مستدرک حاکم (٢٢٦١) میں مروی عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث اور سنن نسائی (١٠٩١) وغیرہ میں اقوی سند سے مروی ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ سجدہ میں جاتے وقت اپنے دونوں ہاتھوں کو زمین پر گھٹنوں سے پہلے رکھتے تھے، نیز آپ ﷺ اسی کا حکم بھی دیتے

تھے، یہ دونوں حدیثیں صحیح ہیں،اس کے برخلاف سنن ابوداود میں مروی وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی حدیث جس میں گھٹنوں کو پہلے رکھنے کا ثبوت ملتا ہے وہ ضعیف ہے، جس کی صراحت علامہ البانی رحمہ اللہ نے سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ(۹۲۹) اور ارواء الغلیل(۳۵۷)میں کی ہے،اور علامہ عبید اللہ مبارکپوری رحمہ اللہ نے مشکاۃ المصابیح کی اپنی مشہور شرح مرعاۃالمفاتیح(۲۲۱،۲۱٦/۳) میں بڑی تفصیل کے ساتھ بیان کیاہے۔

اور اپنے بازو پہلووں سے ،پیٹ دونوں رانوں سے،اور رانوں کو پنڈلیوں سے علاحدہ رکھے،اور اپنے بازو زمین سے اوپر اٹھائے رکھے،اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:«اعْتَدِلُوا فِي السُّجُودِ، وَلاَ يَبْسُطْ أَحَدُكُمْ ذِرَاعَيْهِ انْبِسَاطَ الْكَلْبِ». (بخاری:۸۲۲،مسلم:۴۹۳) ”سجدے میں اعتدال کرو،اور کتے کی طرح بازو پھیلا کر نہ رکھو“۔

۱۰-دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنے کی کیفیت:

اللہ اکبر کہتے ہوئے سجدے سے اپنا سر اٹھائے، داہنا پاؤں کھڑا رکھے،اور بائیں پاؤں کو زمین پر بچھالے،اوراس پر بیٹھ جائے،اوراپنے دونوں ہاتھوں کواپنی رانوں اور گھٹنوں پر رکھے،اور پھر یہ دعاپڑھے: «رَبِّ اغْفِرْ لِي، رَبِّ اغْفِرْ لِي، رَبِّ اغْفِرْ لِي، اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي، وَارْحَمْنِي، وَاهْدِنِي، وَارْزُقْنِي، وَعَافِنِي، وَاجْبُرْنِي».
(ابوداود:۸۵۰،ترمذی:۲٦۷،ابن ماجہ:۸۹۸،حسن)

”اے میرے رب مجھے بخش دے،اے میرے رب مجھے معاف کردے،اے میرے رب مجھے درگذر فرما،اے اللہ مجھے بخش دے، مجھ پر رحم فرما، مجھے ہدایت دے، مجھے رزق دے، مجھے عافیت دے، مجھے طاقت وقوت دے“۔

سجدہ اول سے فارغ ہونے کے بعد ٹھیک سے بیٹھے رہیں یہاں تک کہ ہرہڈی اپنے جوڑ کو پہنچ جائے، جیسے رکوع سے اٹھنے کے بعد ٹھیک سے کھڑے رہیں کہ ہرہڈی اپنے جوڑ کو پہنچ جائے،کیونکہ نبی اکرم ﷺ رکوع کے بعد قیام کو اور دوسجدوں کے درمیان جلسہ (بیٹھنا) کو لمبا کیا کرتے تھے۔اوراس کی مقدار تقریباً ایک سجدہ جیسی ہوتی تھی۔
(بخاری:۷۹۲،مسلم:۴۷۱) .

١١-دوسرا سجدہ:

پھر اللہ اکبر کہہ کر پہلے سجدے ہی کی طرح دوسرا سجدہ کریں۔

١٢-دوسرے سجدے کے بعد بیٹھنا:

اللہ اکبر کہتے ہوئے دوسرے سجدے سے سر اٹھائیں، اور پھر دو سجدوں کے درمیان بیٹھنے کی طرح تھوڑی دیر بیٹھیں، اس بیٹھنے کو (فقہاء کی اصطلاح میں) جلسہ استراحت کہتے ہیں، علماء کے صحیح قول کی بنیاد پر اس کا درجہ استحباب کا ہے، اگر یہ چھوڑ دیں تو کوئی مضائقہ نہیں، نیز اس دوران نہ کوئی ذکر ہے، اور نہ ہی کوئی دعا۔

پھر دوسری رکعت کے لئے زمین پر دونوں ہاتھ کا سہارا دے کر کھڑا ہو جائے، پھر سورہ فاتحہ پڑھے، اور اس کے بعد قرآن کی جو سورت آسان لگے اس کے ساتھ پڑھے، پھر تمام وہی عمل کرے جو پہلی رکعت میں کیا۔

فائدہ: دوسری رکعت کے لئے زمین کا سہارا لے کر کھڑے ہونا مطلقا مسنون ہے کیونکہ دشواری ہو یا آسانی ہر صورت میں رسول اللہ ﷺ کا اسی پر عمل تھا، جیسا کہ صحیح بخاری(٨٢٤) اور سنن نسائی(١١٥٣) میں مروی مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کی حدیث میں صراحت ہے، اس کے برخلاف گھٹنوں پر سہارا لے کر کھڑا ہونے پر دلالت کرنے والی حدیث ضعیف ہے، تفاصیل کے لئے علامہ البانی رحمہ اللہ کی کتاب سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ(٩٢٩) اور ارواء الغلیل(٣٥٧) کا مطالعہ فرمائیں۔

☆ مقتدی کے لئے یہ قطعاً جائز نہیں کہ وہ امام سے پہلے کوئی بھی عمل کرے، کیونکہ نبی ﷺ نے اس سے امت کو ڈرایا اور خبردار کیا ہے، اور امام کے ساتھ ساتھ بھی کوئی عمل کرنا قابل کراہت ہے، بلکہ سنت یہ ہے کہ تمام اعمال بلاتاخیر امام کے بعد کئے جائیں، اور امام کی آواز منقطع ہونے کے بعد مقتدی اپنے اعمال کا آغاز کریں، جیسا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

«إِنَّمَا جُعِلَ الإِمَامُ لِيُؤْتَمَّ بِهِ، فَلاَ تَخْتَلِفُوا عَلَيْهِ، فَإِذَا كَبَّرَ كَبِّرُوا، وَإِذَا رَكَعَ فَارْكَعُوا، وَإِذَا قَالَ: سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ فَقُولُوا: رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ، وَإِذَا سَجَدَ

فَاسْجُدُوا». ”امام اقتدا ہی کی خاطر بنایا گیا ہے، لہذا اس سے اختلاف نہ کرو یعنی کوئی بھی عمل اس کے آگے یا پیچھے نہ کرو، جب وہ اللہ اکبر کہے تو تم لوگ بھی اللہ اکبر کہو، جب رکوع کرے تو اس کے بعد تم رکوع کرو، اور جب وہ سَمِعَ اللهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہہ چکے، تو اس کے بعد تم لوگ کہو: "رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ اور پھر جب وہ سجدے میں چلا جائے، تو اس کے بعد تم لوگ سجدہ کرو“۔(بخاری:۷۲۲، مسلم:٤١٤)۔

۱۳-تشہد کی بیٹھک:

اگر نماز ثنائی یعنی صرف دو رکعت والی ہو جیسے نماز فجر، جمعہ، عیدین تو دوسرے سجدے سے اٹھ کر اپنے داہنے پاؤں کو کھڑا کرکے اور بائیں پاؤں کو بچھا کر اسی پر بیٹھ جائے، اور اپنے داہنے ہاتھ کو داہنی ران پر رکھ لے، اور سبابہ یعنی شہادت کی انگلی چھوڑ کر اپنی تمام انگلیاں سمیٹے رکھے، اور دعا "لاَ إلَهَ إلاَّ اللهُ" کے ذکر کے وقت شہادت کی انگلی سے اشارہ کرتا رہے، نیز دوسرا طریقہ یہ بھی ہے کہ داہنے ہاتھ کی سب سے چھوٹی اور اس سے متصل بڑی انگلی دونوں کو سمیٹ لے اور بیچ والی بڑی انگلی کو انگوٹھے سے جوڑ کر گول دائرہ (حلقہ) بنائے، اور شہادت کی انگلی سے اشارہ کرتے رہے، یہ طریقہ اور بہتر ہے، ویسے دونوں طریقے نبی ﷺ سے ثابت ہیں، افضل یہ ہے کبھی اس صورت پر عمل کرے اور کبھی اس صورت پر عمل کرے، اور اپنا بایاں ہاتھ بائیں ران اور گھٹنے پر رکھے رہے، پھر اس کیفیت میں بیٹھنے کے بعد یہ تشہد پڑھے: «التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ، وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ، السَّلاَمُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلاَمُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِيْنَ، أشْهَدُ أنْ لاَ إلَهَ إلاَّ اللهُ، وَأشْهَدُ أنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ»

”آداب بندگیاں، نمازیں اور پاکیزہ خیراتیں اللہ ہی کے لئے ہیں، اے پیغمبر! آپ پر سلام اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں نازل ہوں، اور سلام ہو ہم پر، اور اللہ کے تمام نیک وصالح بندوں پر، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں“

(بخاری:۸۳۱،۱۲۰۲،۶۳۲۸،۷۳۸۱، مسلم:٤٠٢)

اور پھر یہ پڑھے:

«اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيْمَ ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ. اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ ، كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيْمَ ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ»

''اے اللہ! محمد وال محمد کی مدح وستائش ملأ اعلی میں فرما جیسا کہ تونے ابراہیم اور آل ابراہیم کی ستائش فرمائی ہے، بیشک تو لائق تعریف بزرگ ہے، اے اللہ! جو بھلائیاں تونے ابراہیم اور ال ابراہیم کو عطا کی ہیں وہ سب بھلائیاں محمد وال محمد کو عطا فرما، اور انہیں بڑھا کر کئی گنا کردے یقینا تو لائق تعریف ہے ''۔ (بخاری: ٣٣٧٠،٤٧٩٧،٦٢٥٧،مسلم: ٤٠٦)

اس کے بعد پھر چار چیزوں سے اس طرح اللہ کی پناہ طلب کرے:

☆«اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ، وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ ، وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ، وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ» ''اے اللہ! میں عذاب جہنم سے، عذاب قبر سے، زندگی اور موت کے فتنوں سے ،اور مسیح دجال کے فتنے سے تیری پناہ چاہتا ہوں''۔ (مسلم: ٥٩٠)

☆اس کے بعد دنیا وآخرت کی جو بھی بھلائی چاہے وہ اللہ سے مانگے، اگر اپنے والدین یا دیگر مسلمانوں کے لئے دعا مانگے تو کوئی مضائقہ نہیں، چاہے فرض نماز ہو یا نفل کیونکہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول حدیث میں نبی ﷺ کا یہ ارشاد عام ہے جس وقت آپ ﷺ نے انہیں تشہد سکھایا: «ثُمَّ لِيَتَخَيَّرْ مِنَ الدُّعَاءِ أَعْجَبَهُ إِلَيْهِ فَيَدْعُو»یعنی تشہد کے بعد نمازی کو جو دعا سب سے اچھی لگے اس کے ذریعہ وہ اللہ سے مانگے (بخاری: ٨٣٥، مسلم: ٤٠٢) اس سے واضح ہوا کہ یہ عام ہے، دنیا وآخرت کی جتنی چیزیں اس کے حق میں نفع بخش ہیں سب کو اللہ سے مانگ سکتا ہے۔

۱۴-اس کے بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہہ کر داہنے طرف، اس کے بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہہ کر بائیں طرف اپنا چہرہ پھیرے۔

تین اور چار رکعت والی نماز کی کیفیت:

۱۵-اگر تین رکعت والی نماز ہے جیسے مغرب، یا چار رکعت والی ہے جیسے ظہر، عصر، عشاء تو پہلے دو رکعت مکمل ہونے کے بعد تشہد یعنی ''التحیات'' پڑھے، اور پھر نبی ﷺ پر درود شریف یعنی '' اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ.......... ''پڑھے، پھر گھٹنوں پر ٹیک لگائے ہوئے سیدھا کھڑا ہو جائے، اور دونوں ہاتھوں کو اپنے کندھوں یا کانوں کی لو تک اٹھا کر (رفع الیدین کرکے) اپنے سینے پر باندھ لے، جیسا کہ پہلی دو رکعتوں میں کیا تھا، اور اس کے بعد صرف سورۃ فاتحہ پڑھے۔ (بخاری:۷۵۹، مسلم:۴۵۱)

☆ اور اگر نماز ظہر کی تیسری یا چوتھی رکعت میں سورۃ فاتحہ پڑھنے کے بعد بسا اوقات کوئی سورۃ پڑھ لے تو کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث میں رسول اللہ ﷺ سے اس طرح پڑھنا بھی ثابت ہے۔ (مسلم:۴۵۲)

اور اگر پہلی تشہد پڑھنے کے بعد درود شریف پڑھنا ترک کردے تو کوئی حرج نہیں کیونکہ اس کا پڑھنا مستحب ہے، تشہد اول میں اس کا پڑھنا واجب نہیں۔

پھر نماز مغرب کی تیسری رکعت کے بعد، اور ظہر، عصر، اور عشاء کی چوتھی رکعت کے بعد تشہد (التحیات) پڑھے، پھر نبی ﷺ پر درود شریف (اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ) پڑھے، اور عذاب جہنم، عذاب قبر، زندگی و موت کے فتنے، اور مسیح دجال کے فتنے سے اللہ کی پناہ مانگے، اور اس کے بعد کثرت سے دعا کرے، اور اس جگہ اور اس کے علاوہ دوسری جگہوں پر یہ دعا مشروع ہے: «رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً، وَفِي الآخِرَةِ حَسَنَةً، وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ». ''اے ہمارے رب! تو ہمیں دنیا و آخرت میں بھلائی سے نواز دے، اور ہمیں جہنم کے عذاب سے بچا لے''۔ اس بارے میں تفصیل دو رکعت والی نماز کے ضمن میں گزر چکی ہے۔

☆ واضح رہے کہ دو تشہد والی نمازوں (ظہر، عصر، مغرب، عشاء) میں دوسری تشہد میں بیٹھنے کی کیفیت پہلی تشہد سے الگ ہے، داہنا پیر کھڑا رکھے، اور بائیں پیر کو داہنے پیر کے نیچے سے نکال کر زمین پر بچھائے، اور اپنے مقعد (چوتڑ) کو پیر

پر رکھنے کے بجائے زمین پر رکھے جیسا کہ ابو حمید کی روایت میں رسول اللہ ﷺ کا طریقہ مذکور ہے۔ (صحیح بخاری: ۸۲۸) پھر اس کے بعد السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہتے ہوئے چہرہ دائیں جانب پھیرے، اور اسی طرح السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہتے ہوئے اپنا چہرہ بائیں جانب پھیرے۔

سلام پھیرنے کے بعد:

تین بار استغفر اللہ کہے، اور پھر یہ دعا پڑھے: «اللَّهُمَّ أَنْتَ السَّلاَمُ، وَمِنْكَ السَّلاَمُ، تَبارَكْتَ يَا ذَا الْجَلاَلِ وَالإِكْرَامِ. لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللهُ وَحْدَهُ لاَ شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ.

اللَّهُمَّ لاَ مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ، وَلاَ مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ، وَلاَ يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ. (بخاری: ۸۴۴، ۶۳۳، مسلم: ۵۹۳)

لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللهُ وَحْدَهُ لاَ شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ. لاَ حَوْلَ وَلاَ قُوَّةَ إِلاَّ بِاللهِ. لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللهُ، وَلاَ نَعْبُدُ إِلاَّ إِيَّاهُ، لَهُ النِّعْمَةُ وَلَهُ الْفَضْلُ وَلَهُ الثَّنَاءُ الْحَسَنُ، لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللهُ، مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ، وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ». (مسلم: ۵۹۴)

"اے اللہ! تو سلام ہے، اور تجھ ہی سے سلامتی ہے، اے عظمت و بزرگی والے تو بڑی برکت والا ہے، اللہ کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں، وہ تنہا ہے اس کا کوئی ساجھی نہیں، اسی کی بادشاہت ہے، اور سب تعریف اسی کے لئے ہے، اور وہی ہر چیز پر قادر ہے"۔

"اے اللہ! تو جو بھی عطا کرے اسے کوئی روکنے والا نہیں، اور تو جو روک لے اسے کوئی نوازنے والا نہیں، کسی دولت مند کی دولت تیرے عذاب سے بچانے میں کوئی فائدہ نہ دیگی" (بلکہ عمل صالح سے نجات پائے گا)۔

"اللہ ہی معبود برحق ہے، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی ساجھی نہیں، اسی کی بادشاہت، اور اسی کے لئے تمام حمد و ثنا ہے، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے، گناہوں سے بچنے اور نیکی کرنے کی طاقت اللہ کی ہی مدد سے ہے، اللہ کے علاوہ کوئی معبود

بر حق نہیں ہے، اور ہم صرف اسی کی بندگی کرتے ہیں، ساری نعمت وفضل اسی کی ہے، اور عمدہ تعریف بھی اسی کے لئے سزاوار ہے، اللہ کے سوا کوئی حقیقی معبود نہیں، ہم اسی کے لئے دین (اطاعت) کو خالص کرتے ہیں، اگرچہ کفار کو ناپسند ہو"۔

اس کے بعد ۳۳بار«سُبْحَانَ اللّٰهِ» ،اور۳۳بار«الْحَمْدُ لِلَّهِ» ،اور۳۴ بار«اللّٰهُ أَكْبَرُ» پڑھے، یہ پورے ناوے ہوئے، اسے سو پورا کرنے کے لئے یہ «لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللّٰهُ وَحْدَهُ لاَ شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ» (مسلم:۵۹۷)

اس کے بعد آیۃ الکرسی پڑھے﴿ ٱللَّهُ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ٱلۡحَيُّ ٱلۡقَيُّومُۚ لَا تَأۡخُذُهُۥ سِنَةٞ وَلَا نَوۡمٞۚ لَّهُۥ مَا فِي ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَمَا فِي ٱلۡأَرۡضِۗ مَن ذَا ٱلَّذِي يَشۡفَعُ عِندَهُۥٓ إِلَّا بِإِذۡنِهِۦۚ يَعۡلَمُ مَا بَيۡنَ أَيۡدِيهِمۡ وَمَا خَلۡفَهُمۡۖ وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيۡءٖ مِّنۡ عِلۡمِهِۦٓ إِلَّا بِمَا شَآءَۚ وَسِعَ كُرۡسِيُّهُ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلۡأَرۡضَۖ وَلَا يَـُٔودُهُۥ حِفۡظُهُمَاۚ وَهُوَ ٱلۡعَلِيُّ ٱلۡعَظِيمُ ﴾(البقرة: ٢٥٥)

پھر سورۃ اخلاص:﴿ قُلۡ هُوَ ٱللَّهُ أَحَدٌ ١ ٱللَّهُ ٱلصَّمَدُ ٢ لَمۡ يَلِدۡ وَلَمۡ يُولَدۡ ٣ وَلَمۡ يَكُن لَّهُۥ كُفُوًا أَحَدُۢ ٤ ﴾ (الإخلاص: ١ -٤)

پھر سورۃ الفلق:﴿ قُلۡ أَعُوذُ بِرَبِّ ٱلۡفَلَقِ ١ مِن شَرِّ مَا خَلَقَ ٢ وَمِن شَرِّ غَاسِقٍ إِذَا وَقَبَ ٣ وَمِن شَرِّ ٱلنَّفَّٰثَٰتِ فِي ٱلۡعُقَدِ ٤ وَمِن شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ ٥ ﴾ (الفلق: ١ – ٥)

پھر سورۃ الناس:﴿ قُلۡ أَعُوذُ بِرَبِّ ٱلنَّاسِ ١ مَلِكِ ٱلنَّاسِ ٢ إِلَٰهِ ٱلنَّاسِ ٣ مِن شَرِّ ٱلۡوَسۡوَاسِ ٱلۡخَنَّاسِ ٤ ٱلَّذِي يُوَسۡوِسُ فِي صُدُورِ ٱلنَّاسِ ٥ مِنَ ٱلۡجِنَّةِ وَٱلنَّاسِ ٦ ﴾ (الناس: ١ – ٦)

ہر نماز کے بعد یہ تینوں سورتیں ایک ایک بار، اور نماز مغرب و فجر کے بعد اسے تین تین بار پڑھنا مستحب ہے، کیونکہ اس سلسلے میں رسول اللہ ﷺ کی صحیح حدیث وارد ہے۔

اس کے بعد دس مرتبہ یہ دعا پڑھیں، اور یہ دعا بھی رسول اللہ ﷺ سے پڑھنا ثابت ہے: «لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللهُ وَحْدَهُ لاَ شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، يُحْيِي وَيُمِيتُ، وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ». اور اگر امام ہے تو (داہنے طرف) سے مڑ کر تین بار استغفر اللہ اور اللَّهُمَّ أَنْتَ السَّلاَمُ پڑھنے کے بعد مقتدیوں کے روبرو ہو جائے، اس کے بعد جو اذکار گذشتہ صفحہ میں بیان کیے گئے ہیں انہیں پڑھے، اسکی وضاحت رسول ﷺ کی کئی صحیح حدیثوں میں موجود ہے، انہیں میں سے ایک حدیث ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے صحیح مسلم میں مروی ہے۔ (صحیح مسلم: ۵۹۲)

سنن رواتب کا بیان

ہر مسلمان مرد عورت کے لئے نماز ظہر سے پہلے چار رکعت، اور ظہر کے بعد دو رکعت، اور نماز مغرب کے بعد دو رکعت، نماز عشاء کے بعد دو رکعت، اور نماز فجر سے پہلے دو رکعت پڑھنا مستحب ہے، یہ پوری بارہ رکعتیں ہیں، جو سنن رواتب یا سنت مؤکدہ کے نام سے جانی جاتی ہیں، کیونکہ نبی ﷺ حالت حضر (اقامت) میں انہیں پابندی سے پڑھتے تھے، اور حالت سفر میں چھوڑ دیتے تھے، البتہ فجر کی سنت اور وتر سفر اور حضر دونوں ہی حالتوں میں پابندی کے ساتھ ادا کرتے تھے، اس میں ہمارے لیے بہترین نمونہ ہے جیسا کہ اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿ لَّقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ ٱللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ﴾ [الأحزاب: ٢١] ''یقینا تمہارے لیے رسول اللہ میں عمدہ نمونہ ہے'' اور رسول اللہ ﷺ نے بھی یہ فرمایا ہے: «صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي».

افضل یہ ہے کہ وتر اور موکدہ سنتیں گھر میں پڑھی جائیں، اگر کوئی شخص انہیں مسجد ہی میں پڑھ لے تو کوئی حرج نہیں ہے، نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے: «أَفْضَلُ صَلاَةِ الْمَرْءِ فِي بَيْتِهِ إِلاَّ الصَّلاَةُ الْمَكْتُوبَةُ». ''فرض نماز کے علاوہ آدمی کی بہترین نماز وہ ہے جو گھر میں ہو'' (بخاری: ۷۳۱، مسلم: ۷۸۱)

نبی کریم ﷺ کے فرمان کے مطابق ان بارہ رکعتوں کو برابر پڑھنا جنت میں داخلہ کا سبب ہے، جیسا کہ صحیح مسلم میں ام المؤمنین ام حبیبۃ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، فرماتی ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: «مَا مِنْ عَبْدٍ مُسْلِمٍ يُصَلِّي لِلَّهِ كُلَّ يَوْمٍ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً تَطَوُّعًا غَيْرَ فَرِيضَةٍ، إِلاَّ بَنَى اللَّهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ». ''جس کسی نے رات اور دن میں فرض کے علاوہ بارہ نفلی رکعتیں ادا کیں، تو اللہ تعالی اس کے لیے جنت میں گھر بنائے گا''۔(مسلم:۷۲۸)

اگر عصر سے پہلے چار رکعتیں، مغرب سے پہلے دو، اور عشاء سے پہلے دو رکعتیں بھی پڑھ لے تو اچھا ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: «رَحِمَ اللَّهُ امْرَءًا صَلَّى أَرْبَعًا قَبْلَ الْعَصْرِ». [رواه أحمد، وأبو داود، والترمذي وحسنه، وابن خزيمة وصححه، وإسناده صحيح''اللہ اس شخص پر اپنی رحمت نازل فرمائے جو عصر سے پہلے چار رکعت نماز پڑھے''۔

اور ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «بَيْنَ كُلِّ أَذَانَيْنِ صَلاَةٌ، بَيْنَ كُلِّ أَذَانَيْنِ صَلاَةٌ» ثُمَّ قَالَ فِي الثَّالِثَةِ: «لِمَنْ شَاءَ».[رواه الابخاري] ''ہر دو اذان کے درمیان نماز ہے، ہر دو اذان کے درمیان نماز ہے'' اور تیسری بار فرمایا: ''جو چاہے''۔

اور اگر ظہر سے پہلے چار رکعتیں اور ظہر کے بعد بھی چار رکعتیں پڑھ لے تو اچھا ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: «مَنْ حَافَظَ عَلَى أَرْبَعٍ قَبْلَ الظُّهْرِ، وَأَرْبَعٍ بَعْدَهَا، حَرَّمَهُ اللَّهُ تَعَالَى عَلَى النَّارِ». [رواه الإمام أحمد وأهل السنن بإسناد صحيح] ''جو شخص نماز ظہر سے پہلے چار رکعتیں، اور نماز ظہر کے بعد چار رکعتیں پابندی کے ساتھ پڑھتا ہے اللہ اسے جہنم کی آگ پر حرام کر دیتا ہے''۔

مطلب یہ ہے کہ نماز ظہر کے بعد سنت راتبہ دو رکعت زیادہ پڑھ لے کیونکہ اصل سنن راتبہ ظہر میں چار رکعت فرض سے پہلے اور فرض کے بعد دو ہی رکعت ہے، لیکن اگر دو رکعت کا اضافہ کرے تو ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں وارد فضائل کا مستحق ہو جائے گا۔ اللہ ہی بھلائی کے کاموں میں توفیق عطا کرنے والا ہے۔

نماز کے ارکان:

ارکان یہ رکن کی جمع ہے، رکن کے چھوٹ جانے سے (چاہے وہ عمدا ہو یا سہوا) نماز باطل ہو جاتی ہے یا وہ رکعت باطل ہو جاتی ہے جس میں وہ رکن چھوٹ جائے، اہل علم کے نزدیک نماز کے ارکان کی تعداد چودہ (۱۴) ہے:

۱-قیام (اگر اس کی طاقت ہو) ۲-تکبیر تحریمہ ۳-ہر رکعت میں سورہ فاتحہ کی قرات

۴-ہر رکعت میں رکوع ۵-رکوع کے بعد سیدھا کھڑا ہونا

۶-سات اعضاء پر سجدہ کرنا ۷-دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنا

۸-دوسرا سجدہ کرنا ۹-آخری تشہد کے لئے بیٹھنا

۱۰-تشہد پڑھنا («التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ) ۱۱-نبی اکرم ﷺ پر درود پڑھنا

۱۲-ہر رکن اطمینان وسکون سے ادا کرنا ۱۲-ارکان کے درمیان ترتیب

۱۴-سلام پھیرنا۔

ان ارکان میں سے جس سے کوئی بھی رکن چھوٹ جائے تو اس کی تفصیل یہ ہے:

اگر اس سے تحریمہ چھوٹی ہے تو اس کی نماز ہی نہیں ہوگی، اور اگر تحریمہ کے علاوہ کوئی رکن اس نے جان بوجھ کر چھوڑا ہے تو بھی نماز باطل ہو جائے گی، اور اگر اس نے جان بوجھ کر نہیں چھوڑا ہے جیسے رکوع یا سجدہ بلکہ سہوا چھوٹ گیا ہے، اور اس کا خیال دوسری رکعت کی قرات سے پہلے آگیا تو وہ واپس ہو کر اس چھوٹے ہوئے رکن کو پورا کرے گا اور ساتھ ہی اس رکعت کی باقی چھوٹی ہوئی چیزیں بھی، اور اگر چھوٹا ہوا رکن دوسری رکعت کی قرات شروع ہونے کے بعد یاد آئے تو وہ رکعت جس میں رکن چھوٹا ہے وہ ملغی (کینسل) ہو جائے گی اور یہ رکعت جس میں قرات شروع ہو چکی ہے اس کے قائم مقام ہو جائے گی، اور پھر اخیر میں سجدہ سہو کر لے گا۔

اور اگر چھوٹے ہوئے رکن کا خیال سلام پھیرنے کے بعد آیا، تو اگر وہ رکن تشہد اخیر یا سلام ہے تو صرف اسی کو دہرا لے گا اور سجدہ سہو کر کے سلام پھیرے گا، اور اگر چھوٹا ہوا رکن ان دونوں کے علاوہ ہے جیسے رکوع یا سجدہ تو اسے اس کے

بدلے مکمل ایک رکعت دہرانی ہوگی، اور پھر سجدہ سہو کر کے سلام پھیرنا ہوگا، لیکن اس کے لئے ضروری یہ ہے کہ سلام کے بعد زیادہ وقت نہ گذرا ہو، اگر زیادہ وقت گزر گیا یا وضو ٹوٹ گیا ہو تو کامل نماز دہرانی ہوگی۔

نماز کے واجبات:

۱-تکبیرہ تحریمہ کے علاوہ تمام تکبیرات

۲-رکوع کی حالت میں (سبحان ربي العظيم)

۳-امام اور تنہا نماز پڑھنے والوں کا (سمع الله لمن حمده) کہنا۔

۴-امام مقتدی اور تنہا نماز پڑھنے والے کا (ربنا و لك الحمد) کہنا۔

۵-سجدہ کی حالت میں (سبحان ربي الأعلى) کہنا۔

۶-دونوں سجدوں کے درمیان (رب اغفر لي) کہنا۔

۷-پہلے تشہد میں بیٹھنا۔ ۸-پہلے تشہد میں (التحيات لله) پڑھنا۔

جس شخص نے ان قولی و فعلی واجبات میں سے کوئی بھی واجب جان بوجھ کر چھوڑ دے تو اس کی نماز باطل ہو جائے گی، اور اگر کسی سے یہ واجب لاعلمی یا جہالت کی وجہ سے چھوٹ جائے تو اسے چاہئے کہ سجدہ سہو کرے اور پھر سلام پھیر دے، اس واجب کو اعادہ کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ وہ واجب ساقط ہو جائے گا۔

نماز کی سنن:

نماز کی سنن دو قسم کی ہیں

۱-قولی سنن:

☆دعائے ثناء ☆اعوذ باللہ پڑھنا ☆بسم اللہ پڑھنا ☆آمین کہنا

☆سورہ فاتحہ کے بعد کوئی سورت پڑھنا ☆رکوع اور سجدہ میں ایک سے زائد بار (سبحان ربي العظيم) اور (سبحان ربي الأعلى) کہنا ☆تشہد اخیر میں درود کے بعد پڑھی جانے والی دعائیں وغیرہ۔

۲- فعلی سنن:

☆ تکبیر کہتے وقت تمام مذکورہ جگہوں پر رفع الیدین کرنا ☆ قیام کی حالت میں دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھنا اور اسے سینے پر رکھنا ☆ سجدہ کی جگہ نظر رکھنا ☆ رکوع میں دونوں ہاتھوں کو دونوں پیروں کے گھٹنوں پر رکھنا ☆ پیٹ کو رانوں سے اور رانوں کو پنڈلیوں سے سجدہ کی حالت میں دور رکھنا ☆ پیر بچھانا اور آخری تشہد میں سرین زمین پر رکھ کر بیٹھنا وغیرہ۔

ان تمام سنن کا نماز میں کامل رعایت کی جائے کیونکہ یہ سب نبی مکرم ﷺ سے ثابت ہیں، اور اس کی بجا آوری کی صورت میں آپ اجر کے مستحق قرار پائیں گے، ان سنتوں کے چھوٹ جانے کی صورت میں نہ تو نماز کے اعادہ کی ضرورت ہے اور نہ ہی سجدہ سہو کی، فقہاء کرام کے بیان کردہ فقہی اصطلاحات، ارکان، واجبات، شروط، سنن یہ سب چھوٹی ہوئی عبادات کے ناپنے تولنے کے لئے معیار ہیں، اس سے مقصود ہماری عبادات میں واقع ہونے والی کمیوں، غلطیوں کا ازالہ کرنا ہے تاکہ عبادت نقص و غلطی سے پاک ہو جائے، اور رب کی چاہت اور نبی مکرم ﷺ کی سنت کے عین مطابق ہو جائے، نہ کہ اس کو معیار بنا کر عبادت کی جائے، فرائض کو واجب العمل سمجھ کر باقی تمام اعمال سے صرف نظر کر لیا جائے، یہ بڑی بھیانک غلطی ہے، اس فکر سے انسان بے عملی کا شکار ہو جائے گا، اس لئے تمام ثابت شدہ اعمال کو اپنی زندگی کا شیوہ بنانا ہی صحیح دین پسندی ہے۔

نماز کو باطل کرنے والی چیزیں:

۱- نماز کے کسی رکن، یا نماز کی شرطوں میں سے کسی شرط کو عمداً (جان بوجھ کر) یا سہوا (لاعلمی میں) چھوڑ دینا، یا کسی واجب کو عمداً (جان بوجھ کر) ترک کردینا۔

۲- وضو کا ٹوٹ جانا۔

۳-دوران نماز کسی سے گفتگو کرنا یا قصداً ہنسنا۔

۴-حالت نماز میں عمدا کھانا پینا۔

۵-نماز کے اندر ایسی زیادہ حرکتیں کرنا جو اوصاف نماز میں سے نہیں ہیں۔

۶-جان بوجھ کر شرم گاہ کھولنا۔

نماز کی حالت میں جو کام کرنا مکروہ ہے:

۱-حالت نماز میں دونوں آنکھوں کو آسمان کی طرف اٹھانا یا بند رکھنا یا ادھرادھر سجدہ گاہ کو چھوڑ کر دیکھنا۔

۲-غیر ضروری حرکتیں کرنا۔

۳-پیشاب اور پائخانہ کی حاجت کے باوجود صبر و تحمل کر کے نماز پڑھنا ،حالانکہ اطمینان سے قضائے حاجت کرکے نماز پڑھنی چاہئے۔

۴-جب کھانا سامنے موجود ہو جس کو وہ کھانا چاہتا تھا پھر بھی نہ کھاکر نماز پڑھنا۔

۵-تصویر والی جگہ میں نماز پڑھنا۔

۶-انگلیاں پھوڑنا، داڑھی، کپڑوں اور ناک وغیرہ سے کھیلنا۔

۷-کمر پر ہاتھ رکھنا، سجدہ میں کہنیوں کو بچھانا، قیام کی حالت میں دیوار سے ٹیک لگانا۔

۸-دونوں پیروں کو بچھا کر قعدہ میں پنڈلیوں پر بیٹھنا۔

مشروع سجدوں کی قسمیں

مشروع سجدے چار قسم کے ہیں:

۱-سجدہ نماز　　　　۲-سجدہ سہو

۳-سجدہ تلاوت　　　　۴-سجدہ شکر

۱-سجدہ نماز

ہر رکوع والی نماز میں سجدہ رکن ہے،اور نماز کی ہر رکعت میں دو سجدے ہیں چاہے وہ نماز فرض ہو یا نفل، گذشتہ سطور میں اس کی مکمل تفصیل بیان ہو چکی ہے۔

۲-سجدہ سہو کا بیان

سجدہ سہو دو سجدے ہیں، چاہے نماز فرض ہو نفل، جنہیں بیٹھ کر کیا جاتا ہے اور اس کے بعد کوئی تشہد نہیں پڑھی جاتی اور سلام پھیر دیا جاتا ہے۔

سجدہ سہو کے تین اسباب ہیں:

۱-لاعلمی میں زیادہ کرنا ۲-بھول کر کم کرنا ۳-کمی یا زیادتی میں شک ہونا

سجدہ سہو کی صفت:

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: «إِذَا زَادَ الرَّجُلُ أَوْ نَقَصَ، فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ»(مسلم:۵۷۲)۔"جب نماز میں آدمی زیادتی یا کمی کردے تو اسے چاہئے کہ وہ دو سجدہ کرے"۔

سجدہ سہو کی چار حالتیں ہیں:

۱-نماز میں زیادتی کی دو شکل ہے،افعال میں زیادتی اور اقوال میں زیادتی۔

افعال میں زیادتی کی مثال:

جب نمازی بھول کر نماز کی جنس میں سے کوئی فعل زیادہ کرے جیسے کوئی آدمی سجدہ یا رکوع دو مرتبہ کرلے، یا جہاں بیٹھنا چاہئے وہاں کھڑا ہو جائے، یا بھول کر پانچ رکعت پڑھ لے، تو اس زیادتی کی وجہ سے وہ سجدہ سہو کرے، اور سلام پھیر دے۔

اقوال میں زیادتی کی مثال:

اور اگر زیادتی رکوع میں یا سجدہ میں اس طرح ہو کہ اس میں قرات کردے یا چار رکعت والی آخری دو رکعت میں بھول کر قرات کر بیٹھے تو اس کے لئے سجدہ سہو کرنا مستحب ہے۔

۲-نماز میں بھول کر رکن میں ہونے والی کمی کی شکلیں:

(الف) اگر چھوٹا ہوا عمل رکن کے درجے کا ہے اور وہ رکن تکبیر تحریمہ ہے تو اس کی نماز ہی نہیں ہوگی، اور سجدہ سہو کا کوئی مطلب ہی نہ ہوگا۔

(ب) اور اگر تحریمہ کے علاوہ ہے، اور اسے اس نے جان بوجھ کر چھوڑا ہے تو بھی نماز باطل ہو جائے گی، اور اگر اس نے جان بوجھ کر نہیں چھوڑا ہے جیسے رکوع یا سجدہ بلکہ سہوا چھوٹ گیا ہے، اور اس کا خیال دوسری رکعت کی قرات سے پہلے آگیا تو وہ واپس ہو کر اس چھوٹے ہوئے رکن کو پورا کرے گا اور ساتھ ہی اس رکعت کی باقی چھوٹی ہوئی چیزیں بھی ، اور اگر چھوٹا ہوا رکن دوسری رکعت کی قرات شروع ہونے کے بعد یاد آئے تو وہ رکعت جس میں رکن چھوٹا ہے وہ ملغی (کینسل) ہو جائے گی اور یہ رکعت جس میں قرات شروع ہو چکی ہے اس کے قائم مقام ہو جائے گی، اور پھر اخیر میں سجدہ سہو کرلے گا۔

اور اگر چھوٹا ہوا رکن کا خیال سلام پھیرنے کے بعد آیا، تو اگر وہ رکن تشہد اخیر یا سلام ہے تو صرف اسی کو دہرا لے گا اور سجدہ سہو کر کے سلام پھیرے گا، اور اگر چھوٹا ہوا رکن ان دونوں کے علاوہ ہے جیسے رکوع یا سجدہ تو اسے اس کے بدلے مکمل ایک رکعت دہرانی ہوگی، اور پھر سجدہ سہو کر کے سلام پھیرنا ہوگا، لیکن اس کے لئے ضروری یہ ہے کہ سلام کے بعد زیادہ وقت نہ گذرا ہو، اگر زیادہ وقت گزر گیا یا وضو ٹوٹ گیا ہو تو کامل نماز دہرانی ہوگی۔

۳-نماز میں بھول کر واجبات میں ہونے والی کمی کی شکلیں:

اگر نماز میں کوئی واجب عمل بھول سے چھوٹ گیا تو ایسی صورت میں اس پر واجب نہیں ہے کہ پھر سے اس کا اعادہ کرے مثلاایک شخص نماز ظہر ادا کر رہا تھا کہ وہ تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہو

گیا تب اسے یاد آیا کہ دو رکعت کے بعد اس نے تشہد اول نہیں پڑھی، تو ایسی صورت میں اب اسے لوٹ کر پھر سے تشہد اول نہیں پڑھنی ہے بلکہ اب اس پر صرف اتنا واجب ہے کہ سلام پھیرنے سے پہلے دو سجدہ سہو کرے۔

☆ملاحظہ: اگر مکمل کھڑا ہونے سے پہلے اسے یاد آجائے اور ممکن ہو کہ وہ لوٹ کر بیٹھ جائے تو پھر اسے تشہد کے لئے بیٹھ جانا چاہئے ،اور نماز مکمل کر لے، اور سلام پھیرنے سے پہلے سجدہ سہو کرلے۔

۴-نماز میں تعداد رکعت میں شک کی شکلیں:

اگر نمازی کو نماز کی رکعات میں شک پڑ جائے کہ اس نے تین رکعت پڑھی یا چار تو جو کم ہے اس پر اعتماد کرے ،اور بقیہ نماز پوری کرے،اور سجدہ سہو کرے، پھر سلام پھیرے۔

☆ملاحظہ: جب آدمی امام کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہو اور اتفاق سے امام کچھ بھول جائے تو مقتدی کو چاہئے کہ "سبحان اللہ" کہہ کر امام کو یاد دلائے۔

سجدہ سہو کے مسائل

☆اگر مقتدی امام کے ساتھ کوئی رکن عذر کی وجہ سے ادا کرنے میں پیچھے رہ گیا تو وہ اس کو پورا کرے،اور امام کے ساتھ جڑ جائے،اس پر کوئی گناہ نہیں ہے اور نہ ہی اس پر کوئی سجدہ سہو ہے۔

☆اگر کسی نے لاعلمی میں نماز کی تکمیل سے پہلے سلام پھیر دیا،اور فورا اسے اس کا خیال آیا تو ہو نماز کو مکمل کرے،اور سجدہ سہو کر کے سلام پھیر لے۔

☆اگر کوئی سجدہ سہو بھول جائے اور سلام پھیر لے،اور نماز کے منافی بھی کوئی کام کرلے جیسے گفتگو وغیرہ تو سجدہ سہو کرلے پھر سلام پھیرے۔

☆اگر سلام سے پہلے اور سلام کے بعد دو مرتبہ سجدہ لازم ہو جائے تو اسے چاہئے کہ سلام سے پہلے سجدہ کرے۔

☆مقتدی امام کی اتباع کرتے ہوئے سجدہ سہو کرے، اور اگر مقتدی بعد میں آیا ہو اور امام سلام پھیرنے کے بعد سجدہ سہو کرے، تو اگر سہو نماز کے اس حصہ میں ہو جسے اس نے امام کے ساتھ پڑھی ہے تو سلام کے ساتھ اس پر سجدہ سہو لازم ہے، اور اگر اس کے نماز میں شامل ہونے سے پہلے امام کو سہو ہوا ہے تو اس پر سجدہ سہو لازم نہیں۔

☆سجدہ سہو کو لمبا کرنا مسنون ہے، اور جو دعا عام سجدہ نماز میں پڑھی جاتی ہے وہی دعا سجدہ سہو میں بھی پڑھی جائے گی، اس کے لئے شریعت میں کوئی خاص دعا منقول نہیں۔

۳-سجدہ تلاوت

سجدہ تلاوت کی فضیلت:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: « إِذَا قَرَأَ ابْنُ آدَمَ السَّجْدَةَ فَسَجَدَ ،اعْتَزَلَ الشَّيْطَانُ يَبْكِي، يَقُولُ: يَا وَيْلَهُ - وَفِي رِوَايَةِ أَبِي كُرَيْبٍ: يَا وَيْلِي - أُمِرَ ابْنُ آدَمَ بِالسُّجُودِ فَسَجَدَ فَلَهُ الْجَنَّةُ ، وَأُمِرْتُ بِالسُّجُودِ فَأَبَيْتُ فَلِيَ النَّارُ»(مسلم:۸۱)۔ ''جب انسان نے آیت سجدہ کی تلاوت کی تو اس نے سجدہ کر لیا، شیطان روتے ہوئے اس سے الگ ہو گیا، اور کہنے لگا: ہائے میری تباہی! انسان جب سجدے کا حکم دیا گیا تو اس نے سجدہ کر لیا اور وہ جنت کا حقدار ہو گیا، اور جب مجھے سجدہ کا حکم ہوا تو میں نے انکار کر دیا، اور جہنم میری مقدر بن گئی''۔

قرآن کریم میں سجدہ تلاوت کی تعداد:

قرآن کریم میں بیان کردہ سجدہ تلاوت کی کل تعداد پندرہ (۱۵) ہے جس کی تفصیل یہ ہے:

۱ -(الأعراف) ۲ -(الرعد) ۳ -(النحل) ٤ -(الاسراء)

٥ -(مريم) ٦ -٧ -(الحج) ٨ -(الفرقان) ٩ -(النمل)

١٠ -(السجدة) ١١ -(ص) ١٢ -(فصلت) ١٣ -(النجم)

١٤ -(الانشقاق) ١٥ -(العلق)

سجدہ تلاوت کی کیفیت:

۱-دوران نماز اگر سجدہ تلاوت آجائے، تو صرف ایک سجدہ کرے، اور قاری اللہ اکبر کہہ کر سجدہ میں جائے، اور اللہ اکبر کہہ کر سجدہ سے سر اٹھائے۔

۲-اور اگر امام کے ساتھ نماز میں ہو تو مقتدی کے لئے امام کی متابعت میں سجدہ کرنا لازم ہے۔

۳-اور اگر نماز سے باہر ہو تو بلا قیام، بلا تکبیر اور بلا تشہد و سلام کے سجدہ کرے گا۔

سجدہ تلاوت کے مسائل

☆ نماز اور نماز سے باہر سجدہ تلاوت کرنا مسنون ہے۔

☆ قاری اور سامعین دونوں کا سجدہ تلاوت کرنا مسنون ہے، نماز میں اگر قاری سجدہ تلاوت نہ کرے تو مقتدی بھی سجدہ نہ کرے۔

☆ سجدہ تلاوت کے لئے طہارت مسنون ہے شرط نہیں، اسی طرح قبلہ رخ ہونا بھی شرط نہیں، لیکن اگر اس کا اہتمام کرے تو اولی ہے۔

☆ بے وضو اور ناپاک شخص، اور حیض و نفاس والی ناپاک عورتوں کے لئے سجدہ تلاوت کرنا جائز ہے جب وہ آیت سجدہ سے گذریں۔

☆ گاڑیوں میں یا ٹیلی ویژن پر چلنے والی تلاوت قرآن سننے کے بعد سجدہ تلاوت کرنا ضروری نہیں۔

۴- سجدہ شکر

سجدہ شکر کی فضیلت:

ابو بکرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: « كَانَ إِذَا أَتَاهُ أَمْرٌ يَسُرُّهُ أَوْ بُشِّرَ بِهِ، خَرَّ سَاجِدًا، شُكْرًا لِلَّهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى »(سنن ابن ماجه:١٣٩٤، حسن)۔" نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی ایسی خبر آتی جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوشی ملتی یا آپ کو کسی چیز کی بشارت دی جاتی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے لئے شکرانہ کے طور پر سجدہ ریز ہو جاتے"۔

سجدہ شکر کی کیفیت:

سجدہ شکر صرف ایک سجدہ ہے جس میں نہ تکبیر ہے اور نہ ہی سلام، اور اس کا محل نماز سے باہر ہے، جس وقت بھی چاہے سجدہ شکر کر سکتا ہے چاہے کھڑا ہو یا بیٹھا ہو، پاک ہو یا ناپاک ہو، لیکن یہ بحالت طہارت افضل ہے، اور اس کے لئے کوئی بھی مخصوص دعا نہیں۔

سجدہ شکر کب؟:

سجدہ شکر حصول خوشی اور نجات غم دونوں حالتوں میں مسنون ہے، خوشی کی حالت کی مثال جیسے کسی کی ہدایت، اسلام لانے یا مسلمانوں کے غلبہ اور نصرت یا بچے کی ولادت کی بشارت دی جائے، اور مشکلات سے نجات کی مثال ہے ڈوبنے، جلنے، قتل اور ہلاکت سے نجات کی خوش خبری وغیرہ۔

جماعت سے نماز پڑھنے کا بیان

جماعت سے نماز پڑھنے کی حکمت:

باجماعت نماز ادا کرنا اسلامی مظاہر میں سے ایک اہم اور نایاب مظہر ہے، جس کا مشاہدہ کبھی ہفتہ وار جمعہ کی شکل میں اور کبھی سالانہ عیدین کی شکل میں اور کبھی حج میں وقوف عرفات کی شکل میں تو کبھی بدلتے احوال میں نماز استسقاء اور کسوف کی شکل میں ہوتا ہے، عبادت میں فرشتوں کی صفوں کے مشابہ اور قیادت میں لشکر کے مانند ہے، یہ لوگوں کے درمیان الفت و محبت کا سبب ہے، اور آپسی تعارف کا ذریعہ ہے، باہمی ہمدردی اور غم خواری کا اعلی نمونہ ہے اور اہل اسلام کی عزت و قوت، رفعت و وحدت کا اظہار ہے۔

باجماعت نماز ادا کرنے کا حکم:

ہر مکلف، صاحب قدرت مسلمان مرد پر پانچوں نمازیں باجماعت ادا کرنا واجب ہے، چاہے سفر ہو یا حضر، چاہے حالت امن ہو یا حالت خوف۔ اللہ نے فرمایا: ﴿وَأَقِيمُواْ ٱلصَّلَوٰةَ وَءَاتُواْ ٱلزَّكَوٰةَ وَٱرۡكَعُواْ مَعَ ٱلرَّٰكِعِينَ﴾ [البقرة: ٤٣]

"اور نماز قائم کرو اور زکاۃ دو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو"۔

یہ آیت کریمہ فرض نماز باجماعت پڑھنے کے وجوب اور نمازیوں کے ساتھ نماز میں شریک ہونے پر صریح دلیل ہے۔ اگر اس آیت کا مقصود صرف نماز قائم کرنا ہی ہوتا تو آیت کے اخیر میں اس ٹکڑے "وارکعوا مع الراکعین" کو ذکر کرنا بے سود ہوتا اور اگلی و پچھلی آیت کے ٹکڑوں میں کوئی مناسبت باقی نہ رہ جاتی کیونکہ نماز قائم کرنے کا حکم تو آیت کے شروع کے ٹکڑے میں موجود تھا وہ ہے "وَأَقِيمُواْ ٱلصَّلَوٰةَ"۔

نماز با جماعت کی فرضیت پر اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان بھی ہے: ﴿وَإِذَا كُنتَ فِيهِمۡ فَأَقَمۡتَ لَهُمُ ٱلصَّلَوٰةَ فَلۡتَقُمۡ طَآئِفَةٞ مِّنۡهُم مَّعَكَ وَلۡيَأۡخُذُوٓاْ أَسۡلِحَتَهُمۡۖ فَإِذَا سَجَدُواْ فَلۡيَكُونُواْ مِن وَرَآئِكُمۡ وَلۡتَأۡتِ طَآئِفَةٌ أُخۡرَىٰ لَمۡ يُصَلُّواْ فَلۡيُصَلُّواْ مَعَكَ وَلۡيَأۡخُذُواْ حِذۡرَهُمۡ وَأَسۡلِحَتَهُمۡ﴾ [النساء: ١٠٢]

’’اور جب تم ان میں ہو اور ان کے لئے نماز کھڑی کرو تو چاہئے کہ ان کی ایک جماعت تمہارے ساتھ اپنے ہتھیار لئے کھڑی ہو، پھر جب یہ سجدہ کر چکیں تو یہ ہٹ کر تمہارے پیچھے آجائیں اور وہ دوسری جماعت جس نے نماز نہیں پڑھی وہ آجائے اور تمہارے ساتھ نماز ادا کرے اور اپنا بچاؤ اور اپنا ہتھیار لئے رہے‘‘۔

اللہ سبحانہ تعالیٰ نے باجماعت نماز کی ادائیگی کو جنگ میں واجب قرار دیا، تو حالت امن میں کیسے واجب نہ ہوگی؟

اگر کسی کو باجماعت نماز ترک کرنے کی اجازت و ڈھیل دی گئی ہوتی تو دشمن کے سامنے بر سرپیکار، اور دشمنوں کے حملوں کے نرغوں میں رہنے والوں کو بدرجہ اُولیٰ نماز باجماعت ترک کی اجازت ملتی لیکن ایسا کبھی نہیں ہوا۔ اس سے معلوم ہوا کہ نماز باجماعت ادا کرنا اہم ترین واجبات میں سے ہے، اور کسی بھی شخص کے لئے جماعت سے پیچھے رہنا جائز اور درست نہیں۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: «لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ آمُرَ بِالصَّلاَةِ فَتُقَامَ، ثُمَّ آمُرَ رَجُلاً أَنْ يُصَلِّيَ بِالنَّاسِ، ثُمَّ أَنْطَلِقَ بِرِجَالٍ مَعَهُمْ حُزَمٌ مِنْ حَطَبٍ إِلَى قَوْمٍ لاَ يَشْهَدُونَ الصَّلاَةَ، فَأُحَرِّقَ عَلَيْهِمْ بُيُوتَهُمْ». (بخاری:٦٣٣، مسلم:٦٥١)

’’ میں نے ارادہ کیا کہ میں نماز کی اقامت کا حکم دے دوں اور پھر ایک آدمی کو حکم دوں کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھادے، پھر میں اپنے ہمراہ چند ایسے لوگوں کو جن کے ساتھ لکڑیوں کے گٹھر ہوں لے کر ایسی قوم کے پاس جاؤں جو نماز باجماعت میں حاضر نہیں ہوتے اور ان کے گھروں کو آگ سے جلادوں‘‘۔

صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں: أَنَّ رَجُلاً أَعْمَى قَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ! إِنَّهُ لَيْسَ لِي قَائِدٌ يُلاَئِمُنِي إِلَى الْمَسْجِدِ، فَهَلْ لِي رُخْصَةٌ أَنْ أُصَلِّيَ فِي بَيْتِي؟ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: «هَلْ تَسْمَعُ النِّدَاءَ بِالصَّلاَةِ؟» قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: «فَأَجِبْ». (مسلم:٦٥٣) ’’ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک نابینا شخص آکر کہا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم مسجد تک پہونچانے والا میرے پاس کوئی شخص نہیں ہے تو کیا میرے لئے یہ رخصت ہے کہ میں فرض نماز اپنے گھر میں پڑھ لوں؟ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اسے گھر میں نماز پڑھنے کی رخصت دے دی، پھر جب وہ واپس جانے لگے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بلایا اور پوچھا: ’’ کیا نماز کی

آواز (اذان) سنتے ہو؟ ‘‘تو انہوں نے کہا: ہاں، تو آپ نے فرمایا: ’’پھر مسجد میں حاضری دو‘‘ ۔یعنی مسجد آکر نماز با جماعت ادا کرو۔

جماعت سے پیچھے رہنے والوں کا حکم:

نماز باجماعت کی ادائیگی سے پیچھے رہنا کلی طور پر اس کے ترک کے اسباب میں سے عظیم سبب ہے۔اور یہ بات معلوم ہے کہ نماز چھوڑنا کفر، گمراہی اور دائرہ اسلام سے خارج ہونا ہے، جیسا کہ نبی ﷺ کا فرمان ہے «إِنَّ بَيْنَ الرَّجُلِ وَبَيْنَ الْكُفْرِ وَالشِّرْكِ تَرْكَ الصَّلَاةِ». (مسلم:٨٢) ’’آدمی کے درمیان اور کفر وشرک میں داخل ہونے کے درمیان حائل ترک نماز ہے‘‘۔

ایک دوسری حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «الْعَهْدُ الَّذِي بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ الصَّلَاةُ، فَمَنْ تَرَكَهَا فَقَدْ كَفَرَ».(ترمذی:٢٦٢١، صحیح)’’ہمارے اور ان (منافق) کے درمیان نماز کا عہد وپیمان ہے، تو جس نے اسے ترک کردیا، یقینا اس نے کفر کیا‘‘۔

مسجد میں نماز باجماعت ادا کرنے کی فضیلت:

مسجد میں نماز باجماعت ادا کرنے کے متعلق بہت سی حدیثیں وارد ہوئی ہیں، اختصار کے مد نظر صرف ایک حدیث ذکر کی جارہی ہے، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں: « مَنْ تَطَهَّرَ فِي بَيْتِهِ، ثُمَّ مَشَى إِلَى بَيْتٍ مَنْ بُيُوتِ اللّٰهِ لِيَقْضِيَ فَرِيضَةً مِنْ فَرَائِضِ اللّٰهِ، كَانَتْ خَطْوَتَاهُ إِحْدَاهُمَا تَحُطُّ خَطِيئَةً، وَالأُخْرَى تَرْفَعُ دَرَجَةً». (مسلم:٦٦٦) ’’ جس نے اپنے گھر میں وضو کیا، پھر اللہ کے گھر میں سے کسی گھر کی طرف چلا، تاکہ اللہ کے فرائض میں سے کوئی فریضہ ادا کرے، تو اس کے ایک قدم سے گناہ جھڑتے ہیں اور دوسرے قدم سے درجات بلند ہوتے ہیں‘‘۔

جماعت کے مسائل

☆جس محلے میں آدمی ہو اسی مسجد میں روزمرہ کی نماز ادا کرنا افضل ہے۔

☆مکمل پردے کے ساتھ خواتین کے لئے مسجد میں جاکر باجماعت نماز کی ادائیگی جائز ہے۔

☆جماعت کی کم سے کم تعداد دو ہے۔

☆ایک رکعت کے پالینے سے نماز مل جاتی ہے اور امام کے سلام پھیرنے سے پہلے ملنے سے جماعت حاصل ہو جاتی ہے۔

☆جب فرض نماز ہو رہی ہو تو اس کے سوا کوئی دوسری نماز پڑھنا جائز نہیں۔

☆عذر شرعی کی بنا پر جمعہ و جماعت کا ترک کرنا جائز ہے، جیسے مرض، قضائے حاجت، جانی و مالی ضرر و خطرہ، شدید بارش و کیچڑ اور آندھی و طوفان، بھوکے سامنے کھانا موجود ہونا، مسلمانوں کی مصلحت میں کام کرنے والے ڈاکٹر، نرس، گارڈ، پولیس، انفلونزا اور کالرا کے مریض وغیرہ۔

امامت کا بیان

اسلام میں امامت کی بڑی فضیلت واہمیت ہے، نبی اکرم ﷺ نے خود امامت کی اور آپ کے خلفائے راشدین نے امامت کی ہے، امام پر بڑی ذمہ داری ہوتی ہے، امام ضامن ہے، اگر وہ اچھی امامت کرے تو اس کے لئے بڑا اجر ہے، اور ہر مقتدی کے اجر کے مثل بھی اسے ثواب ملے گا، مقتدی اپنی پوری نماز میں امام کی پیروی کا حکم دیا گیا ہے، رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ امام اس لئے مقرر کیا جاتا ہے تاکہ اس کی پیروی کی جائے۔

امامت کا حقدار کون ہے:

ابو مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: «يَؤُمُّ الْقَوْمَ أَقْرَؤُهُمْ لِكِتَابِ اللّٰهِ، فَإِنْ كَانُوا فِي الْقِرَاءَةِ سَوَاءً، فَأَعْلَمُهُمْ بِالسُّنَّةِ، فَإِنْ كَانُوا فِي السُّنَّةِ سَوَاءً، فَأَقْدَمُهُمْ هِجْرَةً، فَإِنْ كَانُوا فِي الْهِجْرَةِ سَوَاءً، فَأَقْدَمُهُمْ سِلْمًا، وَلا يَؤُمَّنَّ الرَّجُلُ الرَّجُلَ فِي سُلْطَانِهِ، وَلا يَقْعُدْ فِي بَيْتِهِ عَلَى تَكْرِمَتِهِ إِلا بِإِذْنِهِ». (مسلم:٦٧٣)

"لوگوں کی امامت وہ شخص کرے جو اللہ کی کتاب کا سب سے بڑا قاری ہو، اور اگر وہ قرأت میں برابر ہیں تو جو سنت کا سب سے بڑا عالم ہو وہ امامت کرے، اور اگر وہ سنت میں بھی برابر ہوں تو ہجرت میں جو سب سے پہلے ہو وہ امامت کرے، اور اگر ہجرت میں بھی وہ برابر ہوں تو اسلام لانے میں جو مقدم ہو وہ امامت کرے "۔

امام کے ساتھ مقتدی کی چار حالتیں ہیں:

۱- **مسابقت:** مقتدی کا رکوع یا سجود یا سلام میں امام سے آگے بڑھ جانا، ایسا کرنا جائز نہیں، جس نے امام سے پہلے کوئی بھی عمل کر لیا تو امام کے کرنے کے بعد وہ دوبارہ عمل کرے، اور اگر اس نے ایسا نہیں کیا تو اس کی نماز باطل ہو جائے گی۔

۲- **موافقت:** مقتدی کی حرکت ایک رکن سے دوسرے رکن کی طرف منتقل ہونے میں امام کے ساتھ ساتھ ہو، یہ بھی غلط ہے، اور ایسا کرنے سے اس کی نماز میں نقص پیدا ہوگا۔

۳- **متابعت:** مقتدی کے افعال امام کے افعال کے بعد ہوں، اور یہی صورت مقتدی سے مطلوب ہے، اور اسی کو شرعی اقتدا کہتے ہیں۔

۴- **مخالفت:** مقتدی امام سے اتنا پیچھے رہے کہ امام دوسرے رکن میں داخل ہو جائے اور وہ اسی رکن کی ادائیگی میں لگا رہے، ایسا کرنا بھی جائز نہیں، کیونکہ ایسا کرنا اقتدا کے منافی ہے۔

مقتدی کے لئے فوت شدہ رکعتیں پوری کرنے کا طریقہ:

☆ نماز میں پیچھے رہ جانے والا شخص جب بھی امام سے ملے تو وہ اسے اپنی نماز کا پہلا حصہ شمار کرے، مثلاً جو شخص ظہر یا عصر یا عشاء کی ایک رکعت امام کے ساتھ پائے تو امام کے سلام پھیرنے کے بعد اس پر تین رکعتوں کی قضاء واجب ہے، اب وہ ایک رکعت میں سورہ فاتحہ اور کوئی سورت پڑھے، کیونکہ یہ اس کی پہلی دو رکعتوں کی دوسری رکعت ہے، پھر تشہد کے لئے بیٹھے، پھر اس کے بعد آخر کی دو رکعتیں ادا کرے، جن میں صرف سورہ فاتحہ پڑھے البتہ ظہر کی نماز میں سورہ فاتحہ کے ساتھ کوئی سورت بھی ضم کر سکتا ہے، اور اگر چاہے تو سورہ فاتحہ پر ہی اکتفا کر لے۔

☆جو شخص امام کے ساتھ مغرب کی ایک رکعت پائے وہ اسے اپنی پہلی رکعت شمار کرے،اور امام کے سلام پھیرنے کے بعد کھڑا ہو جائے،اور ایک رکعت پڑھے جس میں سورہ فاتحہ کے ساتھ اور کوئی دوسری سورت پڑھے، پھر پہلے تشہد کے لئے بیٹھ جائے، پھر کھڑا ہو اور ایک رکعت پڑھے جس میں صرف سورہ فاتحہ پڑھے، پھر آخری تشہد کے لئے بیٹھے اور سلام پھیرے۔

☆جسے امام کے ساتھ فجر کی ایک رکعت یا جمعہ کی ایک رکعت ملی تو وہ امام کے سلام پھیرنے کے بعد کھڑا ہو اور ایک رکعت پڑھے، جس میں وہ سورہ فاتحہ اور اس کے ساتھ کوئی اور سورت پڑھے، پھر تشہد کے لئے بیٹھ جائے اور سلام پھیرلے۔

☆جب کوئی شخص آئے اس حال میں کہ امام آخری تشہد میں ہو تو سنت یہ ہے کہ وہ اس کے ساتھ شامل ہو جائے،اور جب امام سلام پھیرے تو وہ اپنی نماز مکمل کرلے۔

امامت کے مسائل

☆سنت یہ ہے کہ مقتدی امام کے پیچھے کھڑے ہوں،اور اگر ایک ہو تو امام کے دائیں جانب کھڑا ہو،اور عورتوں کی امامت کرنے والی خاتون صف کے بیچ میں کھڑی ہو۔

☆ باشعور بچے کی امامت واذان درست ہے چاہے وہ فرض نماز ہو یا نفل۔

☆عورت مردوں کی امامت نہیں کرسکتی،وہ صرف عورتوں ہی کی امامت کرسکتی ہے۔

☆فرض پڑھنے والا نفل پڑھنے والے کی امامت کرسکتا ہے۔

☆امام اور مقتدی کے درمیان نماز میں نیت کا اختلاف جائز ہے، لیکن افعال میں اختلاف جائز نہیں،عشاء پڑھنے والے کے پیچھے مغرب پڑھنے والے کی نماز جائز ہے۔

☆فرض نماز کے بعد سلام کرنا بدعت ہے،اور ساتھ ہی امام اور مقتدیوں کا ایک ساتھ بلند آواز سے دعا کرنا بھی بدعت ہے،قرآن وحدیث میں اس کا ثبوت نہیں ہے۔

☆غیر اللہ کو پکارنے والے، اللہ کے علاوہ کسی سے فریاد طلب کرنے والے، قبروں کے پاس غیر اللہ کے نام ذبیحہ کرنے والے،اہل قبور کو پکارنے والے کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں،اس لئے کہ وہ کافر ہے اور اس کی نماز باطل ہے۔

☆صف کے پیچھے تنہا نماز پڑھنا صحیح نہیں، اگر عذر ہو تو یعنی صف میں جگہ نہ ملے تو تنہا نماز پڑھنے میں کوئی مضائقہ نہیں ،اور اپنے سامنے کے صف سے کسی کو نہ کھینچے۔

معذوروں کی نماز کا بیان

اللہ کا بڑا فضل واحسان ہے کہ اس نے معذوروں کی مکمل رعایت کی ہے اور انہیں کئی سہولتوں سے سر فراز فرمایا ہے،اور انہیں مشقتوں میں واقع ہونے سے بچایا ہے،اور حصول ثواب کی محرومیت سے انہیں باہر نکالا ہے، شریعت میں معذور تین طرح کے ہیں۔

۱-مریض ۲-مسافر ۳-خوف زدہ لوگ

۱-مریض کی نماز کا بیان

مریض کے پاکی حاصل کرنے کا طریقہ :

مریض پر نماز کی ادائیگی کے لئے پانی سے پاکی حاصل کرنا واجب ہے، اگر پانی استعمال کرنے کی صلاحیت نہ ہو تو تیمم کرلے،اور اگر اس کی بھی استطاعت نہ ہو تو طہارت اس سے ساقط ہو جائے گی،اور حسب حال وہ نماز پڑھ لے۔

مریض کے نماز پڑھنے کی کیفیت :

۱-مریض پر فرض نماز کھڑا ہو کر پڑھنا واجب ہے، اور اگر کھڑا نہ ہو سکے تو چاروں زانوں بیٹھ کر یا تشہد میں بیٹھنے کی طرح بیٹھ کر پڑھے،اور رکوع و سجود میں اپنی پیٹھ جھکائے، اور اگر اس کی استطاعت نہ رکھے تو اس کے لئے سر کا اشارہ کرنا ہی کافی ہے۔

۲-اور اگر بیٹھنے کی بھی طاقت نہ ہو تو دائیں پہلو کے بل پڑھے، اور چہرہ قبلہ کی سمت کرلے، اور اگر دائیں پہلو بھی رہ کر پڑھنا دشوار ہو تو پیٹھ کے بل چت لیٹ جائے، اور اگر آسانی ہو تو دونوں پیر قبلہ رخ کرلے، ورنہ حسب حال نماز پڑھے ، اور رکوع و سجدہ کے لئے اپنے سر سے سینے کی طرف اشارہ کرے، اور سجدہ کے لئے رکوع سے زیادہ سر کو جھکائے، اور اپنی اسی حالت کے مطابق نماز ادا کرلے۔

۳-مریض کی نماز کا اجر تندرست کی نماز کے اجر کی طرح ہے، جب تک مریض کی عقلی حالت ٹھیک ہے تب تک اس سے نماز ساقط نہیں ہوگی، اور وہ بیان کردہ طریقہ کے مطابق حسب حال نماز ادا کرتا رہے گا۔

مریض کی نماز کے مسائل

☆مریض دیگر نمازیوں کی طرح نماز میں استقبال قبلہ کا پابند ہے، جب اس کی استطاعت نہ رہے تو جس سمت بھی اسے آسانی ہو حسب حالت اسی سمت نماز ادا کرلے، پلکوں اور انگلی کے اشاروں سے نماز پڑھنا مریض کے لئے درست نہیں، بلکہ وہ اسی طرح نماز پڑھے گا جس کی صراحت حدیث میں مذکور ہے جیسا کہ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں بواسیر کا مریض تھا، میں نے نبی اکرم ﷺ سے نماز کے بارے میں دریافت کیا، تو آپ نے فرمایا: «صَلِّ قَائِمًا ، فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَقَاعِدًا ، فَإِنْ لَمْ تَسْتَطِعْ فَعَلَى جَنْبٍ». (بخاری : ۱۱۱۷)

”کھڑے ہو کر نماز پڑھو، اور اگر کھڑے ہو کر پڑھنے کی استطاعت نہیں تو بیٹھ کر پڑھو، اور اگر اس کی بھی استطاعت نہیں تو پہلو کے بل پڑھ لو“۔

☆اگر مریض کھڑے ہو کر نماز پڑھنے پر قادر ہو لیکن کسی قابل اعتماد ڈاکٹر کے کہنے پر علاج کی خاطر چت لیٹ کر نماز پڑھے تو ایسا کرنا جائز ہے۔

☆اگر مریض قیام و قعود پر قادر ہے لیکن رکوع اور سجدہ نہیں کر سکتا تو رکوع کے لئے کھڑے ہو کر اشارہ کرے، اور سجدہ کے لئے بیٹھ کر اشارہ کرے۔

☆جو شخص زمین پر سجدہ نہ کر سکے تو وہ بیٹھ کر رکوع اور سجدہ کرے، اور سجدہ میں رکوع سے زیادہ جھکے، اور اپنے ہاتھوں کو اپنے گھٹنوں پر رکھے رہے، اور سجدہ کرنے کے لئے تکیہ وغیرہ کو اپنی پیشانی تک نہ اٹھائے۔

☆اگر مریض کے لئے ہر نماز وقت پر پڑھنا دشوار ہو تو ظہر کو عصر کے ساتھ اور مغرب کو عشاء کے ساتھ دونوں میں سے کسی ایک کے ساتھ جمع کر کے پڑھ سکتا ہے۔

☆جو مریض بلا مشقت مسجد جا سکتا ہے اس کے لئے باجماعت نماز پڑھنا لازم ہے۔

☆مریض جن جن ارکان کی ادائیگی کی طاقت رکھتا ہے اسے اسی حالت میں ادا کرنا لازم ہے، اور جن کی استطاعت نہیں رکھتا اس کی ادائیگی بیان کردہ حالات کو سامنے رکھ کر حسب استطاعت ادا کرلے۔

۲-مسافر کی نماز کا بیان

سفر کا معنی ہے رہائشی علاقہ عبور کر جانا، اسی لئے جب تک آبادی سے باہر نہ نکل جائے اس پر مسافر کا حکم عائد نہ ہوگا۔

اسلام رحمت اور آسانی کا دین ہے اس لئے اس نے سفر میں قصر اور جمع بین الصلاتین، روزہ نہ رکھنا، اور موزے پر مسح جیسی آسانیاں فراہم کی ہیں، جیسا کہ یعلی بن امیہ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے مد نظر ﴿ وَإِذَا ضَرَبْتُمْ فِي ٱلْأَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَن تَقْصُرُوا۟ مِنَ ٱلصَّلَوٰةِ إِنْ خِفْتُمْ أَن يَفْتِنَكُمُ ٱلَّذِينَ كَفَرُوٓا۟ ﴾ (النساء: ١٠١)" جب تم سفر میں جارہے ہو تو تم پر نمازوں کے قصر کرنے میں کوئی گناہ نہیں، اگر تمہیں ڈر ہو کہ کافر تمہیں ستائیں گے "، کہا کہ اب تو لوگ مامون ہو گئے ہیں (لہذا اب قصر کرنے کی کیا ضرورت)، تو عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ شبہ میرے ذہن میں بھی آیا تھا جسے آپ محسوس کر رہے ہیں، پھر میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے بارے میں دریافت کیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: «صَدَقَةٌ تَصَدَّقَ اللّٰهُ بِهَا عَلَيْكُمْ، فَاقْبَلُوا صَدَقَتَهُ». (مسلم : ٦٨٦) "یہ اللہ کی طرف سے تمہارے لئے صدقہ ہے، لہذا اس کے صدقے کو قبول کرو"۔

مسافر پر سفر کا حکم کب لگے گا؟:

جب مسافر اپنی بستی کی آبادی عبور (کراس) کرلے پھر وہ قصر اور جمع شروع کرے ، سفر میں مسافت اور دوری کی کوئی حد مقرر نہیں، اس میں عرف کا اعتبار ہوگا، جب آدمی سفر کرے اور وہاں مطلق اقامت کی نیت نہ کرے تو وہ مسافر کہلائے گا، اور اس پر سفر کے تمام احکام لاگو ہوں گے جب تک کہ وہ اپنے شہر واپس نہ آجائے۔

قصر اور جمع کا حکم:

١-سفر میں قصر کرنا سنت موکدہ ہے، اور دو نمازوں میں جمع کرنا یہ عارضی رخصت ہے، کیونکہ نبی مکرم ﷺ کی بیشتر نماز سفر کی حالت میں وقت پر ادا ہوتی تھی، اور کبھی کبھار جمع بھی ہوتی تھی۔

٢-سفر چاہے امن کی حالت میں ہو یا خوف، بہر صورت قصر کرنا سنت موکدہ کا درجہ ہے، اور چار رکعت والی نمازوں (ظہر، عصر اور عشاء) قصر کرکے دو دو رکعتیں ادا کی جائیں گی، اور یہ صرف سفر ہی میں جائز ہے، اور رہی بات مغرب اور فجر کی تو ان دونوں میں کبھی بھی قصر نہیں کیا جائے گا۔

٣-سفر میں اور سفر کے علاوہ حضر میں بھی سبب پائے جانے کی صورت میں دو متقارب الوقت نمازوں کو ایک ساتھ جمع کیا جائے گا، جیسے ظہر عصر کے ساتھ، مغرب عشاء کے ساتھ، اور نماز فجر کو کسی بھی نماز کے ساتھ جمع نہیں کیا جائے گا۔

قصر اور جمع کے مسائل

☆جب کوئی مسافر مقیم امام کے پیچھے نماز پڑھے تو پوری نماز پڑھے، اور جب کوئی مسافر مقیم کو نماز پڑھائے تو وہ دو رکعت پڑھے، اور اپنے مسافر ہونے کے بارے میں لوگوں کو آگاہ کردے، اور مقیم مقتدی اپنی باقی بچی رکعتوں کو سلام پھیرنے کے بعد پڑھ لیں۔

☆اگر کوئی مسافر مقیم امام کے پیچھے مغرب کی نماز ادا کرے اور امام عشاء کی چار رکعت پڑھائے تو ایسی صورت میں مقتدی مسافر تیسری رکعت میں بیٹھ جائے اور امام کے چوتھی رکعت مکمل ہونے تک انتظار کرے، اور پھر امام کے ساتھ سلام پھیرے۔

☆سفر میں تہجد، وتر اور سنت فجر کے علاوہ تمام سنن راتبہ کا ترک کرنا سنت ہے، رہی بات عام نوافل کی تو یہ سفر میں مشروع ہے جیسے کہ حضر میں مشروع ہے، اور وہ نمازیں بھی مشروع ہیں جو کسی سبب سے پڑھی جاتی ہیں جیسے سنت وضو، سنت طواف، تحیۃ المسجد، چاشت کی نماز وغیرہ۔

☆ مسلسل سفر میں رہنے والے پائلٹ، گاڑی ڈرائیور، کشتی کے ملاح، یا ٹرین چلانے والے کے لئے سفر کی وجہ سے دی جانے والی رخصت سے فائدہ اٹھانا جائز ہے جیسے نمازوں میں قصر، دو نمازوں کو جمع کر کے ادا کرنا، روزہ نہ رکھنا اور موزے پر مسح کرنا وغیرہ۔

☆پردیسی اگر پردیس میں مطلق رہنے کی نیت کرے جیسے سفراء، کام کرنے والے (لیبر)، مستقل قیام کے ساتھ تجارت کرنے والے، تو یہ سب کے سب مقیم کے حکم میں ہوں گے۔

☆پردیس میں کسی مخصوص کام کے لئے جائے چاہے وہ عمل ہو تجارت ہو یا علاج، اور وقت کی کوئی حد نہ مقرر ہو، اور یہ بھی معلوم نہیں کہ وہ کام کب ختم ہوگا، تو ایسے لوگ بھی مسافر کے حکم میں ہیں، گرچہ ان کے انتظار کی مدت طویل ہی کیوں نہ ہو جائے۔

☆اور اگر کوئی شخص پردیس خاص مقصد و محدود وقت کے لئے جائے کہ جب وہ مقصد پورا ہو تو واپس آجائے گا جیسے کوئی تعلیم حاصل کرنے کے غرض سے جائے، تو وہ مقیم کے حکم میں ہے۔

☆ مسافر جب دوران سفر ظہر عصر یا مغرب عشاء کے درمیان جمع کرنے کا ارادہ کرے تو پہلے اذان دے، پھر اقامت کہے اور پہلی نماز پڑھے، اور پھر دوسری کے لئے اقامت کہے اور نماز پڑھے یعنی ایک ہی اذان دے اور اسی اذان سے دونوں نمازیں پڑھے۔

☆حج میں جو لوگ عرفہ میں ہوں گرچہ وہ اہل مکہ ہی کیوں نہ ہوں وہ بھی قصر کریں گے، اور ظہر و عصر کو جمع تقدیم کے ساتھ پڑھیں گے، اور مزدلفہ میں بھی قصر کریں گے، اور مغرب وعشاء کو جمع تاخیر کے ساتھ پڑھیں گے جیسا کہ نبی اکرم ﷺ نے کیا ہے۔

☆مسافر سواری کے پیٹھ پر نفل نماز پڑھ سکتا ہے، تکبیرہ تحریمہ کے وقت اپنا چہرہ قبلہ رخ کر لے اگر ایسا کرنا آسان ہو، ورنہ نماز پڑھے خواہ اس کی سواری اس کو جس طرف بھی لے جائے۔

☆سخت بارش، سخت ٹھنڈی، کیچڑ، طوفانی ہوا کی وجہ سے مستحاضہ عورت، سلسل بول کا مریض، عام مریض کے لئے حالت حضر میں دو نمازوں کو ایک ساتھ جمع کرنا جائز ہے۔

۳-خوف زدہ کی نماز کا بیان

اسلام ایک آسان دین ہے، اس لئے اس نے اپنے ماننے والوں کے لئے بڑی آسانیاں فراہم کی ہیں، نماز کی اہمیت کے پیش نظر وہ کسی حال میں ساقط نہیں، یہی وجہ ہے کہ رزم حق و باطل کے وقت بھی اسے معاف نہیں کیا گیا لیکن اس کی ادائیگی میں آسانیاں پیدا کرتے ہوئے اس کی ادائیگی کی مختلف صورتیں بتائیں گئیں ہیں جن کی تفصیل کچھ یوں ہے:

صلاۃ خوف ادا کرنے کی تین حالتیں ہیں

پہلی حالت:

جب دشمن قبلہ کی سمت میں ہوں: امام اللہ اکبر کہے، اور مسلمان اس کے پیچھے دو صف بنا کر کھڑے ہوں، اور سب اللہ اکبر کہیں، اور سب رکوع کریں، اور سب رکوع سے سر اٹھائیں، پھر صرف پہلی صف کے لوگ امام کے ساتھ سجدہ کریں، پھر جب وہ کھڑے ہو جائیں تو دوسری صف کے لوگ سجدہ کریں، پھر وہ بھی کھڑے ہو جائیں، پھر دوسری صف کے لوگ آگے آ جائیں، اور پہلی صف کے لوگ پیچھے چلے جائیں، پھر امام ان کو پہلی رکعت کی طرح دوسری رکعت پڑھائے، پھر سب مل کر ایک ساتھ سلام پھیریں۔

دوسری حالت:

جب دشمن قبلہ کی سمت نہ ہوں: امام اللہ اکبر کہے اور اس کے ساتھ ایک جماعت صف بنائے، اور دوسری جماعت دشمن کی طرف کھڑی رہے، پھر امام ان لوگوں کو ایک رکعت نماز پڑھائے جو جماعت اس کے ساتھ ہے پھر کھڑا رہے، اور وہ لوگ نماز خود ہی پوری کرلیں، پھر وہ چلے جائیں، پھر دوسری جماعت آئے، اور امام ان کو بقیہ رکعت پڑھائے، پھر بیٹھ جائے، اور وہ لوگ خود ہی نماز پوری کرلیں، پھر امام ان کے ساتھ سلام پھیرے، نماز کے دوران ہلکا ہتھیار لئے رہیں، اور دشمن سے چوکنا رہیں۔

☆ یا امام دونوں جماعتوں میں سے ایک جماعت کو دو رکعت پڑھادے، اور وہ امام سے پہلے سلام پھیر کر چلی جائے، پھر دوسری جماعت آئے اور امام انھیں آخری دو رکعت پڑھائے، پھر ان کے ساتھ سلام پھیرے، اسطرح امام کی چار رکعتیں ہوئیں اور ہر جماعت کی دو رکعت۔

☆ یا امام پہلی جماعت کو مکمل دو رکعت پڑھادے، پھر سلام پھیر دے، پھر دوسری جماعت کو بھی اسی طرح الگ سے پڑھادے۔

☆ یا ہر جماعت امام کے ساتھ صرف ایک رکعت بغیر قضا پڑھے، اور دوسری رکعت امام کے ساتھ پوری نہ کرے، اور امام دو رکعت پڑھے، یہ تمام صورتیں حدیث سے ثابت ہیں۔

تیسری حالت:

جب سخت خوف وخطرہ ہو اور دشمن مسلسل ہتھیار چلا رہا ہو، تو پیدل یا سواری پر ایک رکعت نماز پڑھ لیں، اور رکوع و سجدہ کے لئے اشارہ کریں، خواہ قبلہ کی طرف ہو یا غیر قبلہ کی طرف، اور اگر ایسا نہ کرسکتے ہوں تو نماز کو موخر کردیں یہاں تک کہ اللہ ان کے اور ان کے دشمنوں کے درمیان فیصلہ کردے، پھر نماز پڑھیں گرچہ وقت نکل چکا ہو جیسا کہ اللہ تعالی نے قرآن کریم میں فرمایا: ﴿حَٰفِظُواْ عَلَى ٱلصَّلَوَٰتِ وَٱلصَّلَوٰةِ ٱلۡوُسۡطَىٰ وَقُومُواْ لِلَّهِ قَٰنِتِينَ

﴿٢٣٨﴾ فَإِنۡ خِفۡتُمۡ فَرِجَالًا أَوۡ رُكۡبَانًاۖ فَإِذَآ أَمِنتُمۡ فَٱذۡكُرُواْ ٱللَّهَ كَمَا عَلَّمَكُم مَّا لَمۡ تَكُونُواْ تَعۡلَمُونَ﴾ (البقرة: ٢٣٨-٢٣٩)

''نمازوں کی حفاظت کرو، بالخصوص درمیان والی نماز کی، اور اللہ کے لئے باادب کھڑے رہا کرو☆ اگر تمہیں خوف ہو تو پیدل ہی سہی یا سواری ہی سہی، ہاں جب امن ہو جائے تو اللہ کا ذکر کرو جس طرح کی اس نے تمہیں اس بات کی تعلیم دی جسے تم نہیں جانتے تھے''۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اللہ تعالی نے تمہارے نبی کے ذریعہ حضر میں چار رکعت، سفر میں دو رکعت اور خوف میں ایک رکعت فرض کی ہے۔(مسلم:٦٨٧)

صلاۃ خوف کے مسائل

☆ ہر جائز جنگ کے موقع پر صلاۃ خوف جائز ہے۔

☆ نماز خوف سفر و حضر دونوں حالتوں میں جائز ہے، لیکن حالت حضر میں قصر نہیں کیا جائے گا۔

☆ جب مسلمان میدان جنگ میں ہوں اور ان پر دشمنوں کے حملہ کا خوف ہو تبھی صلاۃ خوف جائز ہے، بصورت دیگر جائز نہیں۔ ☆ نماز مغرب میں قصر جائز نہیں، امام پہلی جماعت کو دو رکعت اور دوسری جماعت کو ایک رکعت نماز پڑھا دے یا اس کے بر عکس۔

٤- نماز جمعہ کا بیان

جمعہ کے دن کو مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد کے جمع ہونے کی وجہ سے اس کا نام جمعہ رکھا گیا، انسانوں پر اللہ کی عظیم نعمتوں سے آگاہی کی خاطر خطبہ کو مشروع قرار دیا، اور اللہ کے شکریہ کی ترغیب دی گئی، اور ٹھیک دوپہر کے وقت نماز

جمعہ کی ادائیگی مشروع قرار دی گئی تاکہ ایک جامع مسجد میں تمام لوگ باآسانی جمع ہوسکیں،اور یہ جمعہ کا دن ہفتہ کے سارے دنوں میں سب سے افضل قرار پایا،اللہ اوراس کے رسول ﷺ نے اس دن کی بڑی فضیلت بیان فرمائی ہے۔

جمعہ کے دن کی فضیلت

اللہ تعالی نے قرآن کریم میں فرمایا:﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓاْ إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَوٰةِ مِن يَوۡمِ ٱلۡجُمُعَةِ فَٱسۡعَوۡاْ إِلَىٰ ذِكۡرِ ٱللَّهِ وَذَرُواْ ٱلۡبَيۡعَۚ ذَٰلِكُمۡ خَيۡرٞ لَّكُمۡ إِن كُنتُمۡ تَعۡلَمُونَ﴾ (الجمعة:٩)

”اے لوگو جو ایمان لائے ہو! جمعہ کے دن نماز کی اذان دی جائے تو تم اللہ کے ذکر کی طرف دوڑو، اور خریدوفروخت چھوڑ دو، یہ تمہارے حق میں بہت ہی بہتر ہے، اگر تم جانتے ہو“۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«خَيْرُ يَوْمٍ طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ يَوْمُ الْجُمُعَةِ، فِيهِ خُلِقَ آدمُ، وَفِيهِ أُدْخِلَ الْجَنَّةَ، وَفِيهِ أُخْرِجَ مِنْهَا، وَلا تَقُومُ السَّاعَةُ إِلا فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ». (مسلم:٨٥٤)

”سب سے اچھا دن جس پر سورج نکلتا ہے وہ جمعہ کا دن ہے، اسی دن آدم پیدا ہوئے، اور اسی دن میں جنت میں داخل کئے گئے،اور اسی دن جنت سے نکالے گئے، اور جمعہ ہی کے دن قیامت قائم ہوگی “۔

جمعہ کی نماز کا حکم:

۱-صلاۃ جمعہ صرف دو رکعت ہے،اور یہ ہر مرد، بالغ،عاقل،اور مقیم پر واجب ہے،عورت،مسافر،بچہ،مریض پر صلاۃ جمعہ واجب نہیں،ہاں اگر مسافر کسی جگہ قیام کرے،اس دوران اذان سنے تو اس پر جمعہ و جماعت دونوں لازم ہے۔

۲-صلاۃ جمعہ صلاۃ ظہر کی جگہ کافی ہے،جمعہ کی نماز ادا کرلینے والے کے لئے اس کے بعد ظہر کا پڑھنا جائز نہیں،اور اگر کسی کی نماز جمعہ کسی عذر کے پیش نظر چھوٹ جائے تو وہ اس کی قضاء چار رکعت ظہر کی شکل میں ادا کرے گا،اور کوئی اگر بلا عذر شرعی جمعہ کی نماز ترک کرے تو وہ گنہ گار ہے۔

صلاۃ جمعہ کے قیام کی شرط:

۱-دخول وقت(اس کا وہی وقت ہے جو نماز ظہر کا وقت ہے)۔

۲-امام سمیت مقامی تین آدمی کا ہونا۔

۳-دو خطبے کا ہونا۔

۴-شہر میں ہونا۔

جمعہ کی اذان اور نماز کا وقت:

۱-جمعہ کے لئے دوندا ہے،ایک نماز جمعہ کی تیاری کے لئے جس سے ایک مسلمان جمعہ کے آداب وسنن کی اچھی طرح تیاری کرلے،اگر سویا ہو یا غافل ہو تو آگاہ ہو جائے، بہتر یہ ہے کہ یہ ایک دو گھنٹہ پہلے دے دی جائے،اور دوسری ندا اس وقت دی جائے جب امام داخل ہو۔

۲-صلاۃ جمعہ کا افضل وقت سورج کے زوال سے لیکر ظہر کی نماز کے آخری وقت تک ہے،اور نماز جمعہ زوال سے قبل بھی پڑھی جاسکتی ہے۔

جمعہ کے دن کے مستحب اعمال:

۱-غسل کرنا اور اچھا لباس پہننا،نفیس قسم کی خوشبو لگانا۔

۲-مسجد میں جلدی پہنچنا۔ ۳-کثرت سے نبی کریم ﷺ پر درود بھیجنا۔

۴-سورۃ الکھف کی تلاوت کرنا۔

۵-جمعہ کے دن سورج غروب ہونے سے کچھ پہلے دنیاوآخرت کی بھلائی کی خاطر دعا کرنا۔

دوران خطبہ منع کردہ اعمال:

۱-دوران خطبہ کسی طرح کی کوئی گفتگو قطعی جائز نہیں۔

۲- دوران خطبہ عبث اور بیہودہ عمل جائز نہیں ہے۔

۳-مسجد میں صفوں کو چیرتے ہوئے لوگوں کی گردنوں کو پھاندتے ہوئے گذرنا جائز نہیں۔

۴-دوران خطبہ پمفلیٹ بانٹنا یا چندہ جمع کرنا سب ناجائز ہے۔

خطیب مسجد میں داخل ہو کر کیا کرے:

خطیب کے لئے یہ مسنون ہے کہ جب وہ مسجد میں داخل ہو تو تین سیڑھیوں والے منبر پر چڑھ کر لوگوں کے روبرو ہو کر سلام کرے، اور موذن کے اذان دینے تک بیٹھا رہے، پھر کھڑے ہو کر خطبہ اولی دے، پھر بیٹھ جائے، پھر اسی طرح دوسرا خطبہ کھڑے ہو کر دے، ضرورت پڑنے پر تھوڑی دیر کے لئے خطبہ کو روکنا اور پھر اس کو مسلسل کرنا جائز ہے، مسنون یہ ہے کہ خطیب مختصر خطبہ یاد کر کے دے، اور اگر اس کی صلاحیت نہ ہو تو کاغذ پر لکھ کر پڑھ دے۔

خطبہ جمعہ

«إِنَّ الْحَمْدَ لِلَّهِ، نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ، مَنْ يَهْدِهِ اللَّهُ فَلا مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يُضْلِلْ فَلا هَادِيَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لا إِلَهَ إِلا اللَّهُ وَحْدَهُ لا شَرِيكَ لَهُ، وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ»

﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ ٱتَّقُواْ ٱللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِۦ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنتُم مُّسۡلِمُونَ﴾ (آل عمران:۱۰۲)

﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ ٱتَّقُواْ رَبَّكُمُ ٱلَّذِى خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَٰحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَآءً ۚ وَٱتَّقُواْ ٱللَّهَ ٱلَّذِى تَسَآءَلُونَ بِهِۦ وَٱلْأَرْحَامَ ۚ إِنَّ ٱللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا﴾ (النساء:۱)

﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ ٱتَّقُواْ ٱللَّهَ وَقُولُواْ قَوْلًا سَدِيدًا ﴿٧٠﴾ يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَٰلَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ۗ وَمَن يُطِعِ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا﴾ (الاحزاب:۷۰-۷۱)

أَمَّا بَعْدُ! « فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللّٰهِ، وَخَيْرُ الْهُدَى هُدَى مُحَمَّدٍ، وَشَرُّ الأُمُورِ مُحْدَثَاتُهَا، وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلالَةٌ»(مسلم:۸۶۷)

اور پھر اس کے بعد سامعین کو توحید وایمان، صفات الٰہی، یاد موت، جنت و جہنم، اللہ ورسول کی اطاعت کی ترغیب وغیرہ حساس موضوع پر خطاب فرمائے، اور امام کے لئے یہ مسنون ہے کہ وہ خطبہ کو مختصر کرے، اور نماز جمعہ کو طویل کرے، اور کبھی کبھی خطبہ میں سورہ(ق) کی تلاوت کرے۔

نماز جمعہ کی کیفیت

نماز جمعہ دو رکعت جہری قرأت کے ساتھ پڑھی جائے گی، مسنون یہ ہے کہ امام پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ جمعہ کی تلاوت کرے، اور دوسری رکعت میں سورہ منافقون کی تلاوت کرے، یا پہلی میں سورہ جمعہ اور دوسری میں الغاشیہ کی تلاوت کرے، یا پہلی میں سورہ اعلی اور دوسری میں الغاشیہ کی تلاوت کرے، اگر ان سورتوں کے علاوہ بھی کبھی تلاوت کی تو جائز ہے، پھر دو رکعت ہونے پر سلام پھیر دے۔

جمعہ کے مسائل

☆جمعہ کے دن دوسری اذان سے پہلے سفر کرنا جائز ہے لیکن اگر کوئی ایسی ضرورت آپڑے کہ اس کے بغیر چارہ نہیں جیسے ہوائی جہاز سے سفر کا وقت، تو سفر کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

☆دوران خطبہ خاموش رہنا واجب ہے۔

☆جو جمعہ کی پہلی رکعت پالے یا دوسری رکعت کے رکوع کو امام کے ساتھ پالے تو وہ جمعہ کی ایک یا دو رکعت ہی ادا کرے گا گویا کہ اس نے جمعہ پالیا،اور اگر وہ امام کو دوسری رکعت کے رکوع کے بعد پائے تو وہ چار رکعت دہرائے، گویا اسے جمعہ کی نماز نہیں ملی،وہ ظہر پڑھ رہا ہے۔

☆جمعہ سے پہلے کوئی سنت نہیں، بلکہ جتنا چاہے نفل ادا کرے،اور جمعہ کے بعد اگر مسجد میں سنت پڑھے تو چار رکعت ،اور اگر گھر میں پڑھے تو دو رکعت۔

☆جمعہ ایک مستقل نماز ہے جس کی مکمل کیفیت حدیث سے ثابت ہے،اس کو ظہر کی سنتوں سے جوڑنا کسی طرح درست نہیں۔

☆حالت سفر میں اگر جمعہ کی نماز ادا کی ہو تو اس کے ساتھ عصر کی نماز کا جمع کرنا درست نہیں۔

☆جمعہ کے دن صلاۃ فجر کی پہلی رکعت میں کامل سورہ سجدہ، اور دوسری رکعت میں کامل سورہ انسان(دہر) پڑھنا مسنون ہے۔

☆اگر امام دوران خطبہ دعائے استسقاء کرے تو امام اور سامعین دونوں کا بوقت دعا ہاتھ اٹھانا درست ہے،اس کے علاوہ امام کے کسی بھی دعا کے وقت ہاتھ اٹھانا درست نہیں،اور نہ ہی ان دعاؤں پر بلند آواز سے آمین کہنا درست ہے،البتہ کوئی آہستہ آمین کہے تو کوئی حرج نہیں۔

☆اگر عید جمعہ کے دن آجائے تو عید پڑھنے والوں پر جمعہ کی حاضری ضروری نہیں،بلکہ وہ نماز ظہر پڑھیں گے،اور یہ حکم امام اور عید نہ پڑھنے والوں کے لئے نہیں ہے، لیکن اگر عید پڑھنے والے نے جمعہ پڑھ لی تو یہ ظہر کی جگہ اس کے لئے کافی ہے۔

جنازے کا بیان

انسان کی عمر جتنی بھی لمبی ہو جائے اسے ایک نہ ایک روز مرنا ہے، اور دار العمل سے دار الجزاء منتقل ہونا ہے۔

موت کو یاد کرنا

مسلمان کے اوپر واجب ہے کہ وہ ہمیشہ موت کو یاد رکھے۔ اس لئے نہیں کہ اس سے اس کے اہل وعیال دوست واحباب چھوٹ جائیں گے اور دنیا کی لذتیں چھوٹ جائیں گی بلکہ اس لئے کہ اس سے عمل کا موقع چھوٹ جائے گا اور آخرت کے لئے کھیتی نہیں کر سکے گا، لہذا وہ زیادہ سے زیادہ آخرت کی تیاری کرے اور اللہ کی طرف اپنا دل لگائے۔

مسلمان پر واجب ہے کہ وہ موت کے وقت اللہ کے بارے میں اچھا گمان رکھے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص جب مرے تو اس حال میں مرے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں اچھا گمان رکھتا ہو۔ (صحیح مسلم: ۲۸۷۷)

موت کی تمنا کرنا

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «لا يَتَمَنَّيَنَّ أَحَدُكُمُ الْمَوْتَ لِضُرٍّ نَزَلَ بِهِ، فَإِنْ كَانَ لا بُدَّ مُتَمَنِّيًا فَلْيَقُلْ: اللهُمَّ أَحْيِنِي مَا كَانَتِ الْحَيَاةُ خَيْرًا لِي، وَتَوَفَّنِي إِذَا كَانَتِ الْوَفَاةُ خَيْرًا لِي »

"تم میں سے کوئی شخص کوئی تکلیف پہنچنے کی وجہ سے موت کی تمنا نہ کرے اور اگر موت کی تمنا کرنا اس کے لیے ضروری ہے تو یہ کہے: اے اللہ! مجھے اس وقت تک زندہ رکھ جب تک زندگی میرے لئے بہتر ہو اور اس وقت مجھے وفات دے جب وفات میرے لئے بہتر ہو"۔ (صحیح البخاری: ٦٣٥١، صحیح مسلم: ٢٦٨٠)

موت کی علامتیں

آدمی کی موت اس وقت پہچانی جاتی ہے جب اس کی دونوں کنپٹیاں دھنس جائیں،اس کی ناک ٹیڑھی ہو جائے، اس کی ہتھیلیاں علیحدہ ہو جائیں،اس کے پیر ڈھیلے ہو جائیں،اس کی نگاہ چڑھ جائے،اس کا جسم ٹھنڈا ہو جائے،اس کی سانسیں بند ہو جائیں۔

حسن خاتمہ کی علامت

١-آدمی کا موت کے وقت کلمہ شہادت پڑھنا۔

٢-موت کے وقت مومن کی پیشانی پر پسینہ آنا۔

٣-میدان قتال میں شہادت کی موت حاصل کرنا۔

٤-اللہ کی راہ میں مورچہ پر رہتے ہوئے مرنا۔

٥-اپنے نفس یا مال یا اہل کی طرف سے دفاع کرتے ہوئے مرنا۔

٦-نمونیہ یا ٹی بی میں مرنا۔

٧-طاعون،فالج،پیٹ کی بیماری،ڈوب کر یا جل کر مرنا یا مکان گرنے سے ملبے کے نیچے دب کر وفات پانا۔

٨-عورت کا بچے کی پیدائش کے وقت مر جانا۔

٩-جمعہ کی رات یا دن میں فوت ہونا۔

وفات کے بعد حاضرین اور رشتہ داروں کی ذمہ داریاں

☆جب مسلمان مر جائے تو اس کی آنکھیں بند کر دی جائیں اور بند کرتے وقت یہ دعا پڑھی جائے:

ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے وقت تشریف لائے تو اس وقت ان کی آنکھ کھلی تھی تو آپ ﷺ نے اسے بند کر دیا اور فرمایا: «إن الرّوحَ إذا قُبضَ تَبعه البصرُ» ”بلاشبہ جب روح قبض کر لی جاتی ہے تو نظر اس کا پیچھا کرتی ہے“ (صحیح مسلم:٩٢٠)۔

☆پھر اس کی داڑھی کسی پٹی سے باندھ دی جائے اور اس کے جوڑوں کو آہستہ آہستہ نرم وڈھیلا کر دیا جائے اور اسے زمین سے اٹھا کر چارپائی وغیرہ پر رکھ دیا جائے اور اس کے کپڑے نکال دئے جائیں اور ایک بڑے کپڑے سے اسے ڈھانپ دیا جائے جو اس کے پورے بدن کو چھپالے۔

☆اس کا قرض جلد ادا کر دیا جائے اور اس کی وصیت نافذ کر دی جائے اور جلد از جلد اس کی تجہیز و تکفین کر دی جائے اور اس کے جنازہ کی نماز پڑھ لی جائے، جس شہر میں اس کا انتقال ہوا ہے وہاں دفن کر دیا جائے۔ دوسرے لوگوں کے لئے اس کا چہرہ دیکھنا، اس کو بوسہ لینا اور اس پر آنسو بہانا جائز ہے۔

☆میت پر اللہ تعالیٰ کا اگر کوئی حق ہے تو اس کی ادائیگی واجب ہے جیسے زکاۃ، نذر، کفارہ، حج، اسکے ورثاء کے حقوق اور دوسرے قرض پر ترجیح دی جائے کیوں کہ اللہ تعالیٰ اس بات کا زیادہ حقدار ہے کہ اس کا قرض ادا کیا جائے۔

احرام کی حالت میں فوت ہونے والے کا حکم

حالت احرام میں فوت ہونے والے کا چہرہ نہیں ڈھانپا جائے گا جیسا کہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ایک حدیث میں ہے کہ ایک آدمی دوران احرام اپنی سواری سے گر کر فوت ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
«اغْسِلُوهُ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ وَكَفِّنُوهُ فِي ثَوْبَيْنِ وَلا تُحَنِّطُوهُ وَلا تُخَمِّرُوا رَأْسَهُ فَإِنَّهُ يُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُلَبِّيًا».

"ان کو پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دے کر دو کپڑوں میں انھیں کفن دو اور یہ بھی ہدایت فرمائی کہ انھیں خوشبو نہ لگاؤ اور نہ ان کا سر چھپاؤ۔ کیوں کہ یہ قیامت کے دن لبیک کہتا ہوا اٹھے گا"۔ (صحیح البخاری:١٢٦٥)۔

سوگ منانے کی شرعی حیثیت

شریعت میں عورت کے لئے اپنے بچے اور کسی اور کے انتقال پر تین دن سوگ منانا جائز ہے، اور اپنے شوہر پر چار مہینہ دس دن منانا جائز ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: «لا يَحِلُّ لامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ أَنْ تُحِدَّ عَلَى مَيِّتٍ فَوْقَ ثَلاثِ لَيَالٍ إِلا عَلَى زَوْجٍ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا». "کسی عورت کے لئے جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہو جائز نہیں کہ وہ تین دن سے زیادہ کسی کا سوگ منائے سوائے شوہر کے (کہ اس کا سوگ) چار مہینے دس دن کا ہے"۔ (صحیح البخاری: ٥٣٣٤)

جس عورت کا شوہر فوت ہو جائے اس پر عدت کے ایام میں زیب وزینت کے ملبوسات پہننا، مہندی لگانا، سرمہ ڈالنا، زیور پہننا اور خوشبو لگانا حرام ہے اور ساتھ ہی ساتھ بے ضرورت گھر سے باہر جانا بھی جائز نہیں ہے ہاں علاج و معالجہ کے خاطر ہسپتال جانے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

اعزہ واقارب کے لئے ممنوع امور

۱-میت پر نوحہ کرنااور رونا پیٹنا:

میت پر نوحہ کرنا منع ہے خواہ رشتہ دار نوحہ کریں یا کوئی اور، نوحہ کا مطلب ہے میت کی جدائی پر واویلا کرنا، مصیبت کے وقت گالوں پر تھپڑ مارنا، گریبان پھاڑنا، سر منڈانا، اور بالوں کو بکھیرنا وغیرہ سب منع ہے۔ جیسا کہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے: «أَخَذَ عَلَيْنَا النَّبِيُّ ﷺ عِنْدَ الْبَيْعَةِ أَنْ لا نَنُوحَ فَمَا وَفَتْ مِنَّا امْرَأَةٌ غَيْرَ خَمْسِ نِسْوَةٍ». ''نبی اکرم ﷺ نے بیعت کے موقع پر ہم سے یہ عہد لیا تھا کہ ہم نوحہ نہیں کریں گی، لیکن اس اقرار کو ہم میں سے پانچ عورتوں کے سوا کسی نے پورا نہیں کیا''۔(صحیح البخاری:۱۳۰۶)

۲-میت کو گالی دینا:

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: «لا تَسُبُّوا الأَمْوَاتَ فَإِنَّهُمْ قَدْ أَفْضَوْا إِلَى مَا قَدَّمُوا» ''مردوں کو گالی مت دو کیونکہ انھوں نے جو آگے بھیجا ہے (جو عمل کئے ہیں) اسے حاصل کر لیا ہے''۔(صحیح البخاری:۱۳۹۳)

۳-تیجا اور چالیسواں کرنا:

وفات کے تیسرے دن مجالس سجانا، طرح طرح کے کھانے پکوا کر لوگوں کو مدعو کرنا، میت کی طرف سے میلاد کا اہتمام کرنا، یہ سب بدعت ہے اور یہ سب کام ان حضرات کی ایجاد کردہ ہیں جو حقیقت میں اسلام سے جاہل ہیں اور چونکہ ان تمام رسم ورواج کا تعلق بدعات وخرافات سے ہے اس لئے یہ مردود ہے۔ جیسا کہ ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے کوئی ایسا عمل کیا جس پر ہماری مہر نہ ہو تو وہ مردود ہے۔

اور رہا مسئلہ چالیسواں کا تو حقیقت میں یہ عادت فرعونیہ ہے جو اسلام سے پہلے فراعنہ میں پائی جاتی تھی، پھر وہیں سے یہ پھلتی پھولتی دوسروں میں سرایت کر گئی، یہ منکر بھی بدعت ہے جس کی اسلام میں کوئی اصل اور دلیل نہیں ہے اور نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان بھی اس کا رد کرتا ہے کہ جس نے ہمارے اس دین میں کوئی ایسا کام ایجاد کیا جو اس میں سے نہیں ہے تو وہ مردود ہے۔(فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء: ٩/ ١٥٣)۔

۴-اظہار غم میں بال منڈوانا:

ابو بردۃ بن ابو موسی رضی اللہ عنہما کا بیان ہے: «وَجِعَ أَبُو مُوسَى وَجَعًا شَدِيدًا فَغُشِيَ عَلَيْهِ وَرَأْسُهُ فِي حَجْرِ امْرَأَةٍ مِنْ أَهْلِهِ فَلَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يَرُدَّ عَلَيْهَا شَيْئًا فَلَمَّا أَفَاقَ ،قَالَ :أَنَا بَرِيءٌ مِمَّنْ بَرِئَ مِنْهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ بَرِئَ مِنَ الصَّالِقَةِ وَالْحَالِقَةِ وَالشَّاقَّةِ».

"ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیمار پڑے، ان پر غشی طاری تھی اور ان کا سر ان کی ایک بیوی ام عبد اللہ بنت ابی رومہ کی گود میں تھا (وہ ایک زور کی چیخ مار کر رونے لگی) ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ اس وقت کچھ بول نہ سکے لیکن ان کو ہوش ہوا تو انھوں نے کہا: میں بھی اس کام سے بیزار ہوں جس سے رسول اللہ ﷺ نے بیزاری کا اظہار فرمایا۔ رسول اللہ ﷺ نے (کسی غم کے وقت) چلا کر رونے والی، سر منڈوانے والی اور گریبان چاک کرنے والی عورتوں سے اپنی بیزاری کا اظہار فرمایا تھا۔ (صحیح البخاری: ١٢٣٤)

۵-مردوں پر فاتحہ خوانی کروانا:

یہ بدعت ہے، کتاب وسنت میں اس کی کوئی دلیل نہیں، لہذا اس سے اجتناب کرنا واجب ہے، کیونکہ عبادات میں اصل ممانعت اور حرمت ہے یعنی انسان خود سے کوئی عبادت نہیں کر سکتا سوائے اس کے جس کا حکم دیا گیا ہے، ہاں اگر اس کے ثبوت میں کوئی دلیل قائم ہو جائے تو اس پر عمل کیا جائے گا۔(فتاوی اسلامیہ ٥٢/٢)۔

٦-مردوں کے لئے قرآن خوانی کرانا:

اس نیت سے قرآن کی تلاوت کرنا کہ اس کا ثواب میت کو پہنچے گا جائز نہیں، کیونکہ رسول اللہ ﷺ سے اس کے متعلق کوئی ثبوت منقول نہیں، یہ بات بھی معروف ہے کہ صحابہ کرام رسول اللہ ﷺ کی اقتدا کرتے رہے، وہ

مردوں کے لئے زیارت کے وقت دعا بھی کرتے لیکن ان سے یہ بالکل ثابت نہیں کہ انہوں نے کبھی مردوں کے لئے قرآن کی قرأت کی ہو، لہذا مردوں کے لئے قرآن خوانی بدعت ہے۔(فتاوی اللجنہ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء: ۹، ۴۸-۴۹)۔

۷-میت کو مرحوم کے لقب سے پکارنا:

میت کو مرحوم یعنی رحم کیا گیا کے لقب سے پکارنا جائز نہیں، بلکہ صحیح طریقہ یہ ہے، رحمہ اللہ کہنا یعنی اس پر اللہ رحم کرے، یہ کلمہ دعائیہ ہے اور پہلا کلمہ خبریہ ہے جس سے یہ پتہ چل رہا ہے کہ میت پر رحم کر دیا گیا ہے حالانکہ اس کی حقیقت کا علم صرف اللہ کے پاس ہی ہے، بعینہ اسی طرح کلمہ ''مغفور لہ'' ہے، یعنی جسے بخش دیا گیا ہے۔ صحیح یہ ہے ''غفر اللہ لہ'' اللہ تعالی اسے بخش دے (فتاوی اللجنہ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء: ۹/ ۱۴۱)۔

۸-بغرض تشہیر وفات کا اعلان لاؤڈا سپیکر سے بازاروں میں کرانا:

اس طرح کا اعلان ''نعی'' میں شامل ہے شریعت میں جس کی ممانعت ہے۔ جیسا کہ حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا ہے کہ آپ نعی سے منع فرماتے تھے (سنن الترمذی: ۹۸) صحیح۔

۹-میت کے سرہانے قرآن رکھنا: میت کے جسم پر یا نزاع کے عالم میں اس کے سرہانے قرآن رکھنا بدعت ہے، ایسے ہی میت کے پیٹ پر تلوار یا کوئی وزنی لوہا رکھنا جس سے اس کا پیٹ نہ پھولے یہ بھی درست نہیں ہے شریعت تجہیز و تکفین میں جلدی کا حکم دیتی ہے اور اگر اس کا خدشہ ہو تو لاش کو فریزر میں رکھنا بہتر ہے۔

۱۰-ملک الموت کا نام ازرائیل رکھنا: لوگوں میں یہ بات بڑی مشہور ہے کہ موت کے فرشتے کا نام ازرائیل ہے، یہ ایسی بات ہے جس کی شریعت میں کوئی اصل ہی نہیں ہے، بلکہ یہ اسرائیلی روایات کا شاخسانہ ہے، صرف پانچ فرشتوں کے نام دلیلوں سے ثابت ہیں اور وہ یہ ہیں: جبریل، اسرافیل، میکائیل، مالک اور رضوان۔

فوت شدہ شخص کی لاش کے پوسٹ مارٹم کی شرعی حیثیت

چند مقاصد کے پیش نظر لاش کا پوسٹ مارٹم کرنا جائز ہے جن کی تفصیل درج ذیل سطور میں ملاحظہ فرمائیں:

☆جب قاضی کے لئے وفات کی وجوہات کی معرفت مشکل ہو جائے کہ موت فطری تھی یا کسی مجرمانہ حرکت کے پیش نظر ہوئی ہے اور اس کی معرفت کا واحد حل پوسٹ مارٹم ہے تو ایسی صورت میں ایک مسلمان کے بدن کا پوسٹ مارٹم

جائزہے اور اگر لاش کسی عورت کی ہو تو عورت ڈاکٹر ہی اس کا پوسٹ مارٹم کرے، عورت ڈاکٹر نہ ہونے کی صورت میں مرد ڈاکٹر پوسٹ مارٹم کر سکتے ہیں۔

☆وبائی مرض معلوم کرنا ہو تو مسلمان کے بدن کا پوسٹ مارٹم جائز ہے، کیونکہ یہ عام لوگوں کے امن و سلامتی اور فائدے کے لیے ہے اور امت کو پھیلنے والی بیماریوں سے بچایا جاتا ہے۔

☆اگر تعلیم و تعلم کے لئے پوسٹ مارٹم کرنا ہے تو مسلمان کی لاش کے بجائے غیر مسلم کی لاش استعمال کی جائے الا یہ کہ اس کی ضرورت ہو اور شروط کا خیال کیا جائے کیونکہ مسلمان زندہ اور مردہ دونوں حالتوں میں محترم ہے، طبّی تعلیم کے وقت جسم کے کاٹے گئے تمام اجزاء کا دفن کرنا واجب ہے۔

میت کے غسل کا بیان

زندہ افراد پر مسلمان میت کو غسل دینا واجب ہے: میت کے وجوب غسل کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا حکم متعدد احادیث میں موجود ہے مسئلہ کی وضاحت کے لئے ایک ہی حدیث کے ذکر پر اکتفا کرتا ہوں، جس محرم کو اس کی اونٹنی نے روند ڈالا تھا اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: «اغْسِلُوهُ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ» ”اسے پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دو“۔ (صحیح البخاری :١٢٦٥)

غسل دینے والوں کو دوران غسل چند امور کا خیال رکھنا ضروری ہے

١- غسل تین یا اس سے زیادہ بار دینا چاہئے، یہ غسل دینے والوں کی مرضی پر ہے۔

٢- غسل طاق عدد (ایک یا تین یا پانچ) میں دیا جائے۔

٣-کسی ایک مرتبہ پانی کے ساتھ بیری کے پتے یا صابن وشمپو وغیرہ کا استعمال کرنا چاہئے۔

٤- غسل دیتے وقت آخری مرتبہ پانی میں کچھ خوشبو ملا دینی چاہئے، اگر کافور ہو تو بہتر ہے۔

٥-عورت کے بالوں کی مینڈھیاں کھول کر اچھی طرح دھونی چاہئے۔

٦-بالوں میں کنگھی کی جائے۔

٧-عورت کے بالوں کی تین مینڈھیاں بنا کر پیچھے ڈال دینی چاہئے۔

۸- غسل دائیں طرف سے اور وضو کی جگہوں سے شروع کیا جائے۔
۹- مردوں کو مرد اور عورتوں کو عورتیں غسل دیں، ہاں اگر کوئی استثنائی صورت ہو تو اس کی بات اور ہے۔

کیا میاں بیوی ایک دوسرے کو غسل دے سکتے ہیں؟

میاں بیوی ایک دوسرے کو غسل دینے کے زیادہ مستحق ہیں۔ جیسا کہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے انھیں فرمایا: « لَوْ مِتِّ قَبْلِي، فَقُمْتُ عَلَيْكِ، فَغَسَّلْتُكِ، وَكَفَّنْتُكِ، وَصَلَّيْتُ عَلَيْكِ، وَدَفَنْتُكِ » "اگر تو مجھ سے پہلے فوت ہو گئی تو میں اٹھوں کا اور تجھے غسل دوں گا، اور تجھے کفن پہناؤں گا، اور تیری نماز جنازہ پڑھ کر تجھے سپرد خاک کروں گا"۔ (سنن ابن ماجہ: ۱۴۶۵) صحیح۔

ایک دوسری روایت میں یوں مروی ہے، عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اگر مجھے اپنے اس معاملے کا علم پہلے ہو جاتا کہ جس کا مجھے تاخیر سے علم ہوا تو رسول اللہ ﷺ کو صرف آپ کی بیویاں ہی غسل دیتیں (ابوداود: ۳۱٤۱) صحیح۔

اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے وصیت کی انہیں علی رضی اللہ عنہ غسل دیں، چنانچہ علی رضی اللہ عنہ نے ہی فاطمہ رضی اللہ عنہا کو غسل دیا۔ (دار قطنی: ۲/ ۷۹، حسن)۔

عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا جو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں، انہوں نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کو وفات کے بعد غسل دیا، پھر انہوں نے وہاں موجود مہاجرین صحابہ کرام سے دریافت کیا کہ آج سخت سردی ہے کیا مجھ پر غسل ضروری ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ نہیں۔ (موطا، کتاب الجنائز، باب غسل المیت)۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: عورت کو غسل دینے اور اس کی نماز جنازہ پڑھنے کا لوگوں میں سب سے زیادہ مستحق اس کا شوہر ہے (عبدالرزاق: ٦١٢٤)۔

فائدہ: امام شوکانی کی رائے کے مطابق علی رضی اللہ عنہ اور اسماء رضی اللہ عنہا کے اس عمل پر جب صحابہ نے کوئی انکار نہیں کیا تو اجماع (کی مانند) ہے امام ابن باز رحمہ اللہ فرماتے ہیں: شرعی دلائل نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ بیوی اگر اپنے شوہر کو غسل دے اور اس کے قابل ستر اعضاء کو دیکھ لے تو اس پر کوئی حرج نہیں اور اسی طرح مرد اگر اپنی بیوی کو غسل دے اور اس کے قابل ستر اعضاء کو دیکھ لے تو اس پر بھی کوئی حرج نہیں۔ (فتاوی اسلامیہ: ۲/ ۲۵)۔

معلوم یہ ہوا میاں و بیوی موت کے بعد بھی رشتہ کے بندھن میں بندھے ہوتے ہیں، موت ان کے رشتہ کو متاثر نہیں کر سکتی، لہذا یہ کہنا کہ موت کے بعد طلاق واقع ہو جاتی ہے یہ بات حدیث کے بالکل مخالف ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ائمہ ثلاثہ اور جمہور فقہائے اسلام کا کہنا ہے کہ میاں بیوی ایک دوسرے کو غسل دے سکتے ہیں۔

میت کے غسل کی کیفیت

جب میت کو نہلانے کا ارادہ کرے تو اسے غسل کی چارپائی پر رکھے، پھر اس کی شرم گاہ پر پردہ ڈال دے، پھر اس کے کپڑے نکال لے پھر اس کا سر اس کے بیٹھنے کی پوزیشن تک اٹھائے پھر اس کا پیٹ آہستہ آہستہ دبائے اور خوب پانی ڈالے پھر اپنے ہاتھوں میں کوئی کپڑا یا دستانہ لپیٹ لے۔ اور اس کو صاف کر دے۔ پھر اس کے غسل کی نیت کرے اور اپنے ہاتھوں پر دوسرا کپڑا باندھ کر اس کو نماز کے وضو کی طرح وضو کرائے لیکن اس کے منہ اور ناک میں پانی نہ ڈالے، بلکہ اپنی انگلیاں تر کر کے اس کے منہ اور ناک میں ڈالے، پھر پانی اور بیری کے پتے سے یا صابون سے نہلائے، سب سے پہلے سر اور داڑھی دھوئے پھر اس کا دایاں پہلو گردن سے پیر تک دھوئے، پھر اس کو اس کے بائیں پہلو کے بل کر دے اور اس کی پیٹھ کا دایاں حصہ دھوئے، پھر اس کا بایاں حصہ اسی طرح دھوئے، پھر پہلے غسل کی طرح اسے دوبارہ غسل دے اور اگر صاف نہ ہو تو طاق مرتبہ مزید نہلائے یہاں تک کہ وہ صاف ہو جائے اور آخری مرتبہ پانی کے ساتھ کافور یا خوشبو ملا کر نہلائے اور اگر اس کی مونچھ لمبی ہو یا ناخن لمبے ہوں تو اسے کاٹ دیا جائے، پھر اس کا بدن ایک کپڑے سے پونچھ دیا جائے اور عورت کے بال کی تین لٹیں کر دی جائیں اور پیچھے سے انہیں لٹکا دیا جائے اور غسل کے بعد اس کے بدن سے کوئی چیز نکلے تو اس جگہ کو دھو دے اور اس کو وضو کرا دے اور اس جگہ روئی بھر دے۔

غسل کے مسائل

☆سنت یہ ہے کہ میت کو وہ شخص نہلائے جو غسل کی سنت لوگوں میں سب سے زیادہ جاننے والا ہو۔ اگر وہ اللہ کی خوشنودی کے لئے میت کو نہلائے اس کی پردہ پوشی کرے اور اگر کوئی مکروہ چیز دیکھے تو اسے لوگوں سے بیان نہ کرے۔ تو اس کے لئے بہت بڑا اجر ہے۔

☆بہتر یہ ہے کہ میت کو وہ شخص نہلائے جس کو وہ وصیت کر گیا ہو، پھر اس کا باپ پھر اس کا دادا پھر جو رشتہ داروں میں سب سے قریبی ہو وہ اور عورت کو وہ عورت نہلائے جس کو اس نے وصیت کی ہو، اس کی ماں پھر اس کی دادی پھر اس کے رشتے داروں میں جو سب سے قریبی ہو اور شوہر اور بیوی ایک دوسرے کو نہلا سکتے ہیں۔ میت چاہے مرد ہو یا عورت اس کو ایک مرتبہ غسل دینا کافی ہے اور یہ غسل پورے بدن کا ہونا چاہئے۔

☆میت کو غسل دینے والا میت کے غسل کے وقت حاضر ہو جائے اور وہ لوگ حاضر ہو جائیں جو غسل پر اس کی مدد کر سکیں اور بقیہ لوگوں کو اس کے پاس نہیں جانا چاہئے۔

☆اگر مسلمان و کافر ایک ساتھ مریں مثلاً جل کر یا کسی اور حادثے میں اور ان کے درمیان فرق کرنا مشکل ہو تو ان سب کو غسل دیا جائے، اور کفن پہنایا جائے۔

☆جس کی عمر سات سال ہو اس کو مرد اور عورت دونوں نہلا سکتے ہیں۔ چاہے میت مذکر ہو یا مونث۔

☆اور اگر کوئی مرد اجنبی عورتوں کے درمیان مر جائے یا کوئی عورت اجنبی مردوں کے درمیان مر جائے یا اس کا نہلانا دشوار ہو تو بغیر غسل کے اس کے جنازہ کی نماز پڑھ لی جائے اور اس کو دفن کر دیا جائے۔

☆میدان جہاد میں کفار سے لڑتے ہوئے جو شخص شہید ہوا اسے غسل نہیں دیا جائے گا اور اس کے علاوہ بقیہ شہداء (جن پر شہید کا لفظ بولا گیا ہے یعنی جو شہید کے حکم میں ہیں) کو غسل دیا جائے گا۔

☆مسلمان کے لئے کسی کافر کو نہلانا یا کفن پہنانا یا اس کے جنازے کے پیچھے پیچھے چلنا یا اس کے جنازے کی نماز پڑھنا یا اس کو دفن کرنا منع ہے البتہ اگر اس کے اقارب موجود نہ ہوں تو اس کے بدن کو مٹی میں چھپا دے اور یہی معاملہ مرتد کے ساتھ بھی کرے۔

☆میت کے غسل دینے والے کے لئے مستحب ہے کہ وہ غسل کرے۔

☆میت کے مسواک کرانے کی کوئی دلیل نہیں۔

☆اگر فوت شدہ شخص کے سونے یا چاندی کے دانت لگے ہوں اور وہ بآسانی نکل سکتے ہوں تو نکال لینا چاہئے اور اگر مشکل ہو تو انہیں ان کے حال پر چھوڑنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

☆میت کی مونچھیں اور ناخن کاٹنا مستحب ہے۔ (مجموع فتاوی لابن باز: ۱۳/ ۱۱٤)

☆حائضہ عورت عورتوں کو غسل دے سکتی ہے اور انہیں کفن بھی پہنا سکتی ہے اور مردوں میں سے صرف وہ اپنے شوہر کو غسل دے سکتی ہے۔اس امور میں حیض کو رکاوٹ تسلیم نہیں کیا جائے گا۔

میت کی تکفین کا بیان

میت کو اس کے مال سے کفن دینا واجب ہے اور اگر اس کے پاس مال نہیں ہے تو جس پر اس کا نفقہ لازم ہے چاہے وہ اصول ہوں یا فروع ان پر واجب ہے۔

میت کو کفن پہنانے کا طریقہ

میت کو تین لپیٹنے والے سفید کپڑوں میں کفن دیا جائے،اسے تین مرتبہ خوشبو سے دھونی دی جائے پھر بعض کو بعض پر بچھا دیا جائے پھر ان کپڑوں پر خوشبو ملی جائے،پھر میت کو اس پر چت لٹایا جائے اور روئی میں خوشبو لگا کر اس کے دونوں کولہوں کے درمیان رکھ دیا جائے اور اس کے اوپر چھوٹے پائجامہ کی شکل میں ایک کپڑا باندھ دیا جائے جس سے اس کی شرم گاہ چھپی رہے۔پھر اس کے پورے بدن میں خوشبو ملی جائے پھر اوپر والا کپڑا بائیں طرف سے اس کے دائیں پہلو پر لایا جائے پھر دایاں کنارہ اس کے بائیں پہلو پر لایا جائے،پھر دوسرا کپڑا بھی اسی طرح لپیٹا جائے پھر تیسرا کپڑا بھی اسی طرح لپیٹا جائے اور جو فاضل ہو اسے سر کے پاس یا پیر کے اوپر دونوں کے پاس کر دیا جائے،پھر اسے باندھ دیا جائے تاکہ نہ کھلے اور اسے قبر میں کھولا جائے،اور عورت کو بھی مرد ہی کی طرح کفن دیا جائے البتہ بچے کو ایک کپڑے میں کفن دیا جائے اور تین کپڑوں میں بھی جائز ہے۔ جیسا کہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: «كُفِّنَ فِي ثَلاثَةِ أَثْوَابٍ يَمَانِيَةٍ بِيضٍ سَحُولِيَّةٍ مِنْ كُرْسُفٍ لَيْسَ فِيهِنَّ قَمِيصٌ وَلا عِمَامَةٌ»

"نبی اکرم ﷺ تین کچے سوت والے سفید سوتی یعنی کپڑوں میں کفن دیئے گئے ان میں نہ قمیص تھا نہ عمامہ"۔(صحیح البخاری: ١٢٦٤، مسلم: ٩٤١)

مرد اور عورت کے کفن میں کوئی فرق نہیں

علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ تجہیز و تکفین کے مسائل میں عورت بھی مرد کی طرح سے ہے کیونکہ ان میں فرق کی شریعت میں کوئی دلیل موجود نہیں ہے اور لیلی بنت قائف ثقفیہ کی جس روایت میں نبی

اکرم ﷺ کی بیٹی کو پانچ کپڑوں میں کفن دینے کا ذکر ہے اس کی سند صحیح نہیں ہے، کیونکہ اس سند میں نوح بن حکیم ثقفی راوی مجہول ہے جس کی صراحت امام ابن حجر نے کیا ہے اور ساتھ ہی اس میں ایک دوسری علت بھی ہے جسے امام زیلعی نے (نصب الرایہ: ۲/ ۲۵۸) میں بیان کیا ہے۔

اوراسی طرح نبی کریم ﷺ کی بیٹی زینب کو غسل دینے کے قصے میں جو ان الفاظ کا اضافہ کیا ہے کہ ''ہم نے اسے پانچ کپڑوں میں کفن دیا'' وہ شاذ اور منکر ہے، مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمائیں (الضعیفة: ٥٨٤٤)۔

تکفین کے مسائل

☆میت کو ایک کپڑے میں کفن دینا جائز ہے جو اس کے پورے بدن کو چھپالے۔

☆سفید رنگ کے کپڑے میں کفن دینا مستحب ہے۔

☆اگر کفن کم ہوں اور مردوں کی تعداد زیادہ ہو تو ایک کفن میں ایک سے زیادہ مردے بھی دفن کئے جاسکتے ہیں۔

☆جو شخص جہاد میں شہادت کی موت مرے اسے اسی کپڑے میں دفن کیا جائے جس میں وہ شہید کیا گیا ہے اور اسے غسل نہ دیا جائے اور اسے اس کے کپڑے کے اوپر سے ایک یا زیادہ کپڑوں میں کفن مستحب ہے۔

☆جہاد میں شہید ہونے والوں کے لئے امام کو اختیار ہے چاہے وہ ان کے جنازہ کی نماز پڑھائے یا نہ پڑھائے لیکن نماز پڑھنا افضل ہے۔

☆اور ان کو اسی جگہ دفن کیا جائے جہاں ان کی موت واقع ہوئی ہے۔

☆احرام باندھنے والا اگر مر جائے تو اسے پانی اور بیری سے یا صابن سے غسل دیا جائے لیکن اسے خوشبو نہ لگائی جائے اور نہ سلا ہوا کپڑا پہنایا جائے اور اگر وہ مرد ہے تو اس کا سر اور چہرہ نہ ڈھانپا جائے اور نہ عورت کا چہرہ ڈھانپا جائے اس لئے کہ وہ قیامت کے دن اسی حالت میں تلبیہ کہتے ہوئے اٹھے گا اور اس کی طرف سے بقیہ حج کے ارکان کی قضا نہ کی جائے اور اسے انہیں دونوں کپڑوں میں کفن دیا جائے جن میں اس کی وفات ہوئی ہے۔

☆اگر بچہ ماں کے پیٹ سے وقت سے پہلے گر جائے اور مر جائے تو اگر وہ چار مہینے کا ہو گیا ہے تو اسے غسل دیا جائے، کفن پہنایا جائے اور اس کے جنازہ کی نماز پڑھی جائے۔

☆جس شخص کو نہلانا دشوار ہو مثلا جل گیا ہے یا اس کے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے ہیں یا پانی نہ ہو تو اسے اسی حالت میں کفن پہنایا جائے اور اس کے جنازہ کی نماز پڑھ لی جائے، اور اگر میت کے بعض اجزاء ہی پائے جائیں مثلا ہاتھ یا پیر وغیرہ، اور باقی اعضاء بکھر گئے ہوں جن کا پانا دشوار ہو تو اس کے جنازہ کی نماز پڑھی جائے گی۔
☆اگر کفن دینے کے بعد میت کے جسم سے کوئی نجاست نکلے تو اسے دوبارہ غسل دینے کی ضرورت نہیں ہے۔
☆کسی پیر یا ولی کے لباس کا کفن مردے کو عذاب سے نہیں بچائے گا۔
☆مہنگا کفن استعمال کرنا جائز نہیں اور نہ ہی تین کپڑوں سے زیادہ۔

صلاۃ جنازہ کا بیان

جنازہ کی صلاۃ فرض کفایہ ہے بہتر یہ ہے کہ زیادہ سے زیادہ لوگ اس میں شرکت کریں۔
عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: «مَا مِنْ رَجُلٍ مُسْلِمٍ يَمُوتُ فَيَقُومُ عَلَى جَنَازَتِهِ أَرْبَعُونَ رَجُلا لا يُشْرِكُونَ بِاللَّهِ شَيْئًا إلا شَفَّعَهُمْ اللَّهُ فِيهِ».
"جو مسلمان مر جائے اور اس کے جنازہ میں چالیس ایسے آدمی شرکت کریں جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتے ہوں تو اللہ تعالی اس کے بارے میں ان لوگوں کی سفارش قبول کرے گا"۔ (صحیح مسلم:۹۴۸)

صلاۃ جنازہ کی کیفیت

جو جنازہ کی صلاۃ پڑھنا چاہے وہ پہلے وضو کرے، پھر قبلہ کی طرف رخ کرے اور جنازہ اپنے اور قبلے کے درمیان کرلے، سنت یہ ہے کہ امام مرد میت کے سر کے پاس کھڑا ہو اور اگر میت عورت ہے تو اس کے جسم کے وسط حصہ کے پاس کھڑا ہو، اور چار مرتبہ تکبیر کہے، اور کبھی پانچ یا چھ یا سات یا نو مرتبہ تکبیر کہے، خاص طور سے اگر اہل علم وفضل متقی وپرہیزگار اور نیک لوگوں کے جنازے کی صلاۃ پڑھے، کبھی یہ کرلے کبھی وہ کرلے تاکہ سنت زندہ ہو۔
تکبیر اولی کے وقت اپنے ہاتھوں کو مونڈھوں تک یا کانوں کے اوپر کے حصے تک اٹھائے، پھر اپنا دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ کی پشت پر رکھ کر سینے پر نیت باندھے، اس بارے میں کئی صحیح مشہور حدیثیں ہیں، ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے والی حدیث بالاتفاق ضعیف ہے (جیسا کہ امام نووی اور امام زیلعی حنفی رحمہما اللہ اور دوسرے علماء نے بیان فرمایا ہے) لیکن دعا

ثنا نہ پڑھے بلکہ: اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم، بسم اللہ الرحمن الرحیم اور سورہ فاتحہ سراً پڑھے، اور اس کے ساتھ کوئی سورت بھی پڑھے۔

پھر دوسری بار اللہ اکبر کہے اور یہ درود پڑھے: «اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ، اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ».(صحیح البخاری: ۳۳۷۰، مسلم: ٤٠٦)

پھر تیسری بار اللہ اکبر کہے اور اخلاص کے ساتھ وہ دعائیں پڑھے جو حدیث میں ہیں ان میں بعض دعائیں یہ ہیں: «اللَّهُمَّ! اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَصَغِيرِنَا وَكَبِيرِنَا وَذَكَرِنَا وَأُنْثَانَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا اللَّهُمَّ !مَنْ أَحْيَيْتَهُ مِنَّا فَأَحْيِهِ عَلَى الإِيمَانِ وَمَنْ تَوَفَّيْتَهُ مِنَّا فَتَوَفَّهُ عَلَى الإِسْلاَمِ ،اللَّهُمَّ! لاَ تَحْرِمْنَا أَجْرَهُ وَلاَ تُضِلَّنَا بَعْدَهُ».

"اے اللہ! ہمارے زندوں اور مردوں، چھوٹوں اور بڑوں، مذکر اور مؤنث، اور حاضر وغائب کو بخش دے، اے اللہ ہم میں سے جس کو تو زندہ رکھ اس کو ایمان پر زندہ رکھ، اور جس کو وفات دے اسے اسلام پر وفات دے، اے اللہ! تو ہمیں ایمان کے اجر سے محروم نہ کر اور اس کے بعد ہمیں گمراہ نہ کر"۔(ابوداود: ۳۲۰۱ ،ابن ماجہ: ١٤٩٨)(صحیح)

«اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَهُ وَارْحَمْهُ وَعَافِهِ وَاعْفُ عَنْهُ وَأَكْرِمْ نُزُلَهُ وَوَسِّعْ مُدْخَلَهُ وَاغْسِلْهُ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّهِ مِنْ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الأَبْيَضَ مِنْ الدَّنَسِ وَأَبْدِلْهُ دَارًا خَيْرًا مِنْ دَارِهِ وَأَهْلا خَيْرًا مِنْ أَهْلِهِ وَزَوْجًا خَيْرًا مِنْ زَوْجِهِ وَأَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ وَأَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ»

"اے اللہ! تو اسے بخش دے، اس پر رحم کر اس کو عافیت دے اور اس کے گناہوں کو در گزر کر دے۔ اس کی اچھی طرح مہمانی کر، اس کی قبر کو کشادہ کر دے، اسے پانی اولے اور برف سے دھو دے، اس کی غلطیوں کو ایسے ہی معاف کر دے جیسے تونے سفید کپڑا میل سے صاف کیا ہے۔ اس کو اس کے (دنیا کے) گھر سے بہتر گھر عطا کر اور اس کی بیوی سے بہتر بیوی عطا کر اور اسے جنت میں داخل کر اور اسے عذاب قبر یا عذاب جہنم سے بچا"۔(صحیح مسلم: ۹٦۳)

«اللَّهُمَّ إِنَّ فُلاَنَ بْنَ فُلاَنٍ فِي ذِمَّتِكَ فَقِهِ فِتْنَةَ الْقَبْرِ ». قَالَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ « فِي ذِمَّتِكَ وَحَبْلِ جِوَارِكَ فَقِهِ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ وَأَنْتَ أَهْلُ الْوَفَاءِ وَالْحَمْدِ اللَّهُمَّ فَاغْفِرْ لَهُ وَارْحَمْهُ إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ». ''اے اللہ! فلاں بن فلاں تیرے ذمے اور پڑوس میں ہے، پس تو اسے قبر کے فتنے اور عذاب جہنم سے بچالے تو اہل وفا، اور حق ہے، پس تو اسے بخش دے، اس پر رحم کر، بیشک تو معاف کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے''۔(ابوداود: ۳۲۰۲، ابن ماجہ: ۱۲۹۹)(صحیح)

اور اگر میت چھوٹی عمر کا ہو تو یہ اضافہ کرے: «اللهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا سَلَفًا وَفَرَطًا وَذُخْرًا» ''اللہ! اس کو ہمارے لئے اجر وذخیرہ بنا جو ہم سے پہلے پہنچ جائے''۔ (بیہقی: ٦٧٩٤ ملاحظہ ہو شیخ البانی کی کتاب احکام الجنائز: ١٦١)

پھر چوتھی بار اللہ اکبر کہے اور تھوڑی دیر ٹھہر کر دعا کرے، پھر اپنے دائیں جانب ایک مرتبہ سلام پھیرے اور اگر کبھی بائیں جانب بھی دوسرا سلام پھیرے تو کوئی حرج نہیں۔

ہر تکبیر کے ساتھ ہاتھ اٹھانے کا حکم

امام البانی رحمہ اللہ کی ترجیح یہی ہے کہ صرف پہلی تکبیر پر ہاتھ اٹھائے جائیں اور ان کی دلیل سنن ترمذی کی حدیث ہے: « أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «كَبَّرَ عَلَى جَنَازَةٍ، فَرَفَعَ يَدَيْهِ فِي أَوَّلِ تَكْبِيرَةٍ » ''رسول اللہ ﷺ نے جنازے پر تکبیر کہی اور پہلی تکبیر پر ہاتھ اٹھائے'' (سنن الترمذی: ۱۰۷۷، حسن)۔

سنن الدار قطنی کی ایک روایت میں یوں ہے: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ عَلَى الْجِنَازَةِ فِي أَوَّلِ تَكْبِيرَةٍ ثُمَّ لا يَعُودُ »''رسول اللہ ﷺ جنازہ میں پہلی تکبیر میں ہاتھ اٹھاتے تھے اور بعد میں ایسا نہیں کرتے تھے'' (۷۵/۲)۔

اوپر ذکر کردہ حدیث سے معلوم ہوا کہ صرف پہلی تکبیر کے ساتھ ہاتھ اٹھانا صحیح ہے، دوسری طرف چند جلیل القدر صحابہ کا عمل ہے جسے امام بیہقی نے السنن الکبری (٤/٤٤) میں صحیح سندوں کے ساتھ ذکر کیا ہے، جیسے: عبد اللہ بن عمر اور انس بن مالک رضی اللہ عنہم ہر تکبیر کے ساتھ ہاتھ بلند کرتے تھے، نیز تابعین میں سے سعید بن المسیب اور عروۃ

بن الزبیر رحمہا اللہ کا بھی یہی عمل تھا، ان کے علاوہ قیس بن ابی حازم، عطا بن ابی رباح، عمر بن عبد العزیز، حسن البصری اور محمد بن سیرین بھی ہاتھ اٹھانے کے قائل تھے۔

یہی نہیں امام ترمذی نے یہ بھی نقل کیا ہے کہ صحابہ کرام میں سے اہل علم جنازے کی ہر تکبیر کے ساتھ ہاتھ اٹھانے کے قائل تھے، چنانچہ عبد اللہ بن مبارک، امام شافعی، امام احمد اور امام اسحاق کا بھی یہی فتوی ہے۔

ان دلائل کو سامنے رکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ ہر دو شکل جائز ہے، چاہے صرف پہلی تکبیر پر ہاتھ اٹھائے یا چاہے تو تمام تکبیرات کے ساتھ ہاتھ اٹھائے، اللہ اعلم بالصواب۔

صلاۃ جنازہ کے مسائل

☆ جس کی کوئی تکبیر چھوٹ جائے اور وہ اس کی صفت کے مطابق قضا کرے، اگر قضا نہیں کیا اور امام کے ساتھ سلام پھیر دیا تو اس کی نماز ان شاءاللہ صحیح ہوگی۔

☆ سنت یہ ہے کہ جنازہ کی نماز جماعت سے پڑھی جائے، اور تین صفوں سے کم نہ ہو، اور اگر کئی جنازے ہوں تو امام سے قریب مردوں کو رکھا جائے، پھر بچوں کو پھر عورتوں کو، اور سب کے لئے ایک نماز پڑھی جائے، اور ہر جنازہ کے لئے الگ الگ نماز پڑھنا بھی جائز ہے۔

☆ جنازہ کی نماز میں دعا میت کے اعتبار سے پڑھی جائے پس اگر میت مرد ہے تو اس کے لئے وہی دعا پڑھی جائے گی جیسا کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے اور اگر عورت ہے تو اس کے لئے مؤنث کی ضمیر استعال کی جائے اور اگر کئی جنازے ہوں تو جمع کی ضمیر استعال کی جائے اور اگر عورتیں ہوں تو جمع کی وہ ضمیر استعال کی جائے جو مؤنث کے لئے جیسے: «اللھم اغفر لھن» اور اگر پہلے سے یہ نہ جان سکے کہ مذکر ہے یا مؤنث تو «اللھم اغفر له» یا «اغفر لھا» کہہ سکتا ہے۔

☆ جو لوگ میدان میں شہید ہو کر مریں ان کے بارے میں امام کو اختیار ہے چاہے ان کے جنازے کی نماز پڑھے یا نہ پڑھے لیکن پڑھنا افضل ہے، ان کو اسی جگہ دفن کر دیا جائے جہاں وہ شہید کئے گئے ہیں اور وہ دوسرے شہداء مثلا جو ڈوب کر مریں یا جل کر مریں انہیں غسل دیا جائے اور کفن پہنایا جائے اور ان کے جنازے کی نماز پڑھی جائے۔

☆مسلمان کے جنازہ کی نماز پڑھنی چاہیے وہ نیک ہو یا برا البتہ نماز چھوڑنے والے کے لئے جنازہ کی نماز نہیں پڑھی جائے گی۔

☆جو خودکشی کرلے یا جس نے مال غنیمت میں خیانت کی ہو تو امام یا اس کا نائب زجر و توبیخ کے طور پر ان کے جنازے کی نماز نہ پڑھے اور بقیہ لوگ پڑھ لیں۔

☆جس مسلمان پر کوئی حد قائم کی گئی ہو جیسے رجم یا قصاص وغیرہ اسے غسل دیا جائے گا اور اس کے جنازہ کی نماز پڑھی جائے گی۔

☆سنت یہ ہے کہ آدمی ایمان رکھ کر ثواب کی نیت سے جنازہ کے پیچھے پیچھے جائے یہاں تک کہ اس کی نماز پڑھ لی جائے اور اسے دفن کردیا جائے۔

☆جنازہ کے پیچھے جانے کا حکم صرف مردوں کے لئے ہے عورتوں کے لئے نہیں۔

☆جنازہ کے ساتھ کوئی آتش بازی اور آواز نہ کی جائے اور نہ ہی کوئی قرأت و ذکر جائز ہے۔

☆اگر کوئی شخص مر جائے اور آپ اس کے جنازے کی نماز میں شرکت کرنے کی اہلیت رکھتے ہیں اور اس کے مخاطب ہیں لیکن آپ نے نماز نہیں پڑھی، تو اس کی قبر پر جاکر اس کے جنازے کی نماز پڑھو۔

☆قبروں کے درمیان صلاۃ جنازہ ادا کرنا جائز نہیں۔

☆صلاۃ جنازہ میں اذان اور اقامت ثابت نہیں۔

☆صلاۃ جنازہ کے بعد اجتماعی دعا ثابت نہیں۔

☆کفار و منافقین کی صلاۃ جنازہ، یا ان کے لئے دعا واستغفار قطعاً ناجائز ہے۔

☆اگر جنازہ عیدگاہ یا مسجد میں ہو تو عورت مرد کی طرح بقیہ مسلمانوں کے ساتھ نماز پڑھ سکتی ہے اور اسکو وہی ثواب ملے گا جو مردوں کو ملے گا۔

☆تدفین کے بعد قبر پر صلاۃ جنازہ پڑھی جاسکتی ہے۔

☆بچہ خواہ مردہ پیدا ہوا اس کی صلاۃ جنازہ پڑھی جاسکتی ہے۔

صلاۃ جنازہ غائبانہ کا حکم

غائب جس کے جنازہ کی نماز نہ پڑھی گئی ہو اس کی نماز غائبانہ پڑھی جا سکتی ہے جیسا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے نجاشی کے مرنے کی خبر لوگوں کو اسی روز دی جس روز وہ (ملک حبش) میں مرا، پھر آپ ﷺ لوگوں کو لے کر عید گاہ گئے اور اس کے جنازہ کی نماز میں چار تکبیریں کہیں۔(صحیح البخاری: ۱۳۷۷، صحیح مسلم: ۹۵۱)۔

صلاۃ جنازہ غائبانہ کو بدعت یا ناجائز کہنا درست نہیں ہے اس کے چند وجوہات ہیں:

خود رسول اللہ ﷺ نے غائبانہ صلاۃ جنازہ ادا کیا ہے۔

۱-اس عمل کی نجاشی کے ساتھ خصوصیت کی کوئی دلیل موجود نہیں اس لئے یہ عمل نبی کریم ﷺ کی ساری زندگی کے دیگر اعمال کی طرح ہمارے لئے اسوہ سنت ہے۔

۲-کسی بھی صحابی رسول سے اس کی ممانعت منقول نہیں۔

۳-حافظ ابن حجر عسقلانی رقم طراز ہیں کہ میرے علم میں کوئی ایسی خبر نہیں ہے کہ نجاشی کی صلاۃ جنازہ اس کے شہر میں نہیں پڑھی گئی تھی۔(فتح الباری:۳/ ۲۲٤)

۴-غائب میت پر صلاۃ جنازہ پڑھنا جائز ہے۔(فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء:۸/ص٤۱۸)

تین اوقات میں صلاۃ جنازہ پڑھنا ممنوع ہے

عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ تین اوقات میں رسول اللہ ﷺ ہمیں نماز پڑھنے اور مردوں کو دفن کرنے سے منع فرماتے تھے: « حِينَ تَطْلُعُ الشَّمْسُ بَازِغَةً حَتَّى تَرْتَفِعَ، وَحِينَ يَقُومُ قَائِمُ الظَّهِيرَةِ حَتَّى تَمِيلَ الشَّمْسُ، وَحِينَ تَضَيَّفُ الشَّمْسُ لِلْغُرُوبِ حَتَّى تَغْرُبَ » ”سورج نکلنے کے وقت یہاں تک کہ وہ بلند ہو جائے، کھڑی دوپہر میں یہاں تک کہ سورج جھک جائے، اور سورج ڈوبنے کے وقت یہاں تک کہ وہ ڈوب جائے“۔ (مسلم:۸۳۱)۔

جنازہ کے پیچھے پیچھے چلنے، اس پر نماز پڑھنے اور دفن تک رہنے کی فضیلت:

سنت یہ ہے کہ جنازہ جلد تیار کیا جائے اور اس پر نماز پڑھنے اور اسے دفن کرنے میں جلدی کی جائے جیسا کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: «أَسْرِعُوا بِالْجِنَازَةِ فَإِنْ تَكُ صَالِحَةً فَخَيْرٌ تُقَدِّمُونَهَا وَإِنْ يَكُ سِوَى ذَلِكَ فَشَرٌّ تَضَعُونَهُ عَنْ رِقَابِكُمْ» "جنازہ جلدی لے جایا کرو اگر وہ نیک ہے تو تم اس کو بھلائی کی طرف نزدیک کرتے ہو اور اگر نیک نہیں ہے تو برے کو اپنی گردنوں پر سے اتارتے ہو"۔

(صحیح البخاری:١٣١٥)

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «مَنْ شَهِدَ الْجَنَازَةَ حَتَّى يُصَلَّى عَلَيْهَا فَلَهُ قِيرَاطٌ وَمَنْ شَهِدَهَا حَتَّى تُدْفَنَ فَلَهُ قِيرَاطَانِ قِيلَ وَمَا الْقِيرَاطَانِ قَالَ مِثْلُ الْجَبَلَيْنِ الْعَظِيمَيْنِ». "جو ایمان رکھ کر ثواب کی نیت سے کسی مسلمان کے جنازہ کے ساتھ جائے اور نماز اور دفن سے فارغ ہونے تک اس کے ساتھ رہے تو وہ دو قیراط ثواب لے کر لوٹے گا، ہر قیراط اتنا بڑا ہے جتنا احد پہاڑ اور جو شخص جنازہ پر نماز پڑھ کر دفن سے پہلے لوٹ آئے تو وہ ایک قیراط ثواب لے کر لوٹے گا"۔(صحیح البخاری: ١٣٢٥۔ مسلم:٩٤٥)

جنازہ کے ساتھ چلنے اور اس سے متعلق مسائل

☆میت کو چار آدمی اٹھائیں۔
☆پیدل چلنے والے اس کے آگے اور پیچھے چلیں اور سوار جنازے کے پیچھے ہی رہیں۔
☆اور اگر قبر دور ہو اور وہاں تک جانے میں مشقت ہو تو میت کو سواری پر لے جانے میں کوئی حرج نہیں۔
☆جنازہ پر قرآنی آیات والی چادر ڈالنا جائز نہیں بلکہ اس سے بچنا واجب ہے، اس سے میت کو کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔
☆جنازے کے ساتھ رہنے کا اجر و ثواب مردوں کے لئے ہے عورتوں کے لئے نہیں۔
☆جنازے کے ساتھ بلند آواز سے روتے ہوئے اور دھونی جلا کر ساتھ چلنا ممنوع ہے
☆جنازہ رکھے جانے سے پہلے نہ بیٹھنے کا حکم منسوخ ہے، یعنی بیٹھ سکتا ہے۔
☆جنازہ گزرتے ہوئے اس کے لئے کھڑے ہونے کا حکم منسوخ ہے، یعنی کھڑا ہونا ضروری نہیں۔
☆جنازہ کا ہلکا ہونا اس کی فضیلت کی کوئی دلیل نہیں بلکہ ایسا عقیدہ رکھنا باطل ہے، شریعت میں اس کی کوئی اصل نہیں۔

تدفین اور اس کے متعلقات

میت کو دفن کرنا واجب ہے خواہ وہ کافر ہی ہو۔

علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہنے لگے: إِنَّ أَبَا طَالِبٍ مَاتَ، فَقَالَ: «اذْهَبْ فَوَارِهِ»، قَالَ: إِنَّهُ مَاتَ مُشْرِكًا، قَالَ: «اذْهَبْ فَوَارِهِ» ابوطالب مرگئے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جاؤ انہیں گاڑدو“ تو انہوں نے کہا: وہ شرک کی حالت میں مرے ہیں ؟آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جاؤ انہیں گاڑدو“۔ (نسائی: ۱۹۰)

میت کو کہاں دفن کیا جائے؟

مسلمان کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے چاہے مرد ہو یا عورت، بڑا ہو یا چھوٹا، اس لئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فوت شدگان کو بقیع کے قبرستان میں دفن کرتے تھے، سنت یہی ہے کہ مردوں کو قبرستان میں دفن کیا جائے ، صحابہ کرام یا دیگر بزرگان امت میں سے کسی کے بارے میں منقول نہیں کہ وہ قبرستان کے علاوہ کہیں دفن ہوا ہو اور مسجد میں دفن کرنا قطعا جائز نہیں اسی طرح مشرکین کے قبرستان میں دفن کرنا جائز نہیں۔

انبیاء اور شہداء اس حکم سے مستثنی ہیں جیسا کہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں: «لَمَّا قُبِضَ رَسُولُ اللهِ ﷺ اخْتَلَفُوا فِي دَفْنِهِ. فَقَالَ أَبُوبَكْرٍ: سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللهِ ﷺ شَيْئًا مَا نَسِيتُهُ. قَالَ: مَا قَبَضَ اللهُ نَبِيًّا إِلاَّ فِي الْمَوْضِعِ الَّذِي يُحِبُّ أَنْ يُدْفَنَ فِيهِ. ادْفِنُوهُ فِي مَوْضِعِ فِرَاشِهِ».

”جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو آپ کی تدفین کے سلسلے میں لوگوں میں اختلاف ہوا، ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول اللہ سے ایک ایسی بات سنی ہے جو میں بھولا نہیں ہوں، آپ نے فرمایا: جتنے بھی نبی ہوئے ہیں اللہ نے ان کی روح وہیں قبض کی ہے جہاں وہ دفن کیا جانا پسند کرتے تھے (اس لیے) تم لوگ انہیں ان کے بستر ہی کے مقام پر دفن کرو“۔ (سنن الترمذی: ۱۰۱۸)

علامہ عبدالرحمن مبارک پوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ عمل گھروں میں تدفین کی ممانعت کے منافی نہیں ہے کیونکہ انبیاء کے خصائص میں یہ چیز بھی شامل ہے کہ انھیں وہیں دفن کیا جاتا ہے جہاں وہ فوت ہوں۔(تحفۃ الاحوذی: ٤/٧٩)

میت کے تدفین کا طریقہ

قبر کو کشادہ اور بہتر بنایا جائے اور جب قبر کے نچلے حصے پر پہنچے تو میت کے سامنے کے بقدر قبلے کی طرف تھوڑی جگہ دے، اور اس میں میت کو رکھ دے۔(یعنی بغلی قبر کھودے) اور وہ سیدھی قبر سے بہتر ہے اور اس کو داخل کرتے وقت یہ دعا پڑھے: «بِسْمِ اللَّهِ وَعَلَى سُنَّةِ رَسُولِ اللَّهِ»۔اور ایک روایت میں «وَعَلَى ملةِ رَسُولِ اللَّهِ» کے الفاظ ہیں۔ (ابوداود: ٣٢٣١، ترمذی: ١٠٤٦)

میت کو اس کی بغلی قبر میں اس کے دائیں پہلو کے بل رکھے اور چہرہ قبلہ کی طرف ہو، پھر اس کے اوپر کچی اینٹیں مٹی کا گارا لگا کر نصب کئے جائیں، پھر مٹی میں دفن کر دیا جائے اور اس کی قبر زمین سے ایک بالشت اوپر اٹھادی جائے اور اس کو کوہان نما بنادیا جائے۔

تدفین اور قبر کے متعلق مسائل

☆ قبر کو پختہ بنانا، اس پر عمارت تعمیر کرنا، اس کے پاس نماز پڑھنا، اس پر مسجد بنانا، اس پر چراغ جلانا، اس پر گلاب کے پھول پھیلانا، اس کا طواف کرنا، اس پر کچھ لکھنا اور اس پر میلے ٹھیلے (عرس) لگانا حرام ہے۔

☆ قبر پر مسجد بنانا جائز نہیں اور مسجد میں میت کا دفن کرنا جائز نہیں، پس اگر مسجد دفن کرنے سے پہلے بنائی گئی تھی تو قبر کو برابر کر دیا جائے، یا اگر لاش نئی ہے تو اسے نکال کر دوسری جگہ قبرستان میں دفن کر دی جائے، اور اگر قبر پر مسجد بنائی گئی ہے تو یا تو مسجد کو گرادیا جائے یا قبر کی صورت مٹادی جائے، ہر وہ مسجد جو قبر پر بنائی گئی ہو اس میں نماز نہ پڑھی جائے خواہ فرض صلاۃ ہو یا نفل۔

☆ سنت یہ ہے کہ قبر کو اتنا گہرا کھودا جائے کہ وہاں سے ہوا نہ نکل سکے اور نہ اسے درندے کھود سکیں اور اس کے نیچے بغلی قبر بنائی جائے جیسا کہ اس کے بارے میں بیان کیا جاچکا ہے اور یہی افضل ہے، یا سیدھی قبر بنائی جائے وہ اس طرح

سے کہ قبر کے بیچ میں ایک گڈھا کھود دیا جائے اور اس میں میت کو رکھ دیا جائے پھر اس کے اوپر کچی اینٹیں لگائی جائیں پھر دفن کر دیا جائے۔

☆سنت یہ ہے کہ میت کو دن میں دفن کیا جائے اور رات میں بھی دفن کرنا جائز ہے۔

☆ایک قبر میں ایک سے زائد میت کو دفن کرنا جائز نہیں ہے الا یہ کہ اس کی ضرورت ہو جیسے کہ مقتولین کی تعداد زیادہ ہو جائے اور دفن کرنے والے کم لوگ ہوں، اور ایسی صورت میں قبر میں سب سے پہلے اس شخص کو رکھا جائے جو ان میں سب سے افضل ہو۔

☆جس شخص نے اس شب اپنی بیوی سے ہمبستری نہ کی ہو وہ میت کو دفن کرنے کے لئے قبر میں داخل ہو۔

☆تدفین کے بعد قبر پر پانی چھڑکنا کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں، اگر کوئی سنت نہ سمجھ کر چھڑکے تو کوئی قباحت نہیں۔

☆صندوق یا تابوت میں میت کو دفن کرنا جائز نہیں، البتہ اگر اس کے بغیر کوئی چارہ ہی نہ ہو تو کوئی حرج نہیں۔

☆شوہر بذات خود اپنی اہلیہ کو دفن کر سکتا ہے۔

☆اپنی موت سے پہلے اپنی قبر کھودنا پسندیدہ نہیں ہے۔

☆میت کو ایک قبر سے دوسری قبر میں منتقل کرنا مصلحت اور ضرورت کے تحت جائز ہے، مثلا اس کی قبر کو پانی ڈھانپ لے یا اسے کفار کے قبرستان میں دفن کیا گیا ہے، قبر مردوں کا گھر ہے جب وہ وہاں پہنچ جائیں تو ان کو وہاں سے نکالنا صرف انہیں کے فائدے کے لئے جائز ہے۔

☆میت کو قبر میں مرد اتاریں عورتیں نہیں، اور میت کو میت کے ولی قبر میں اتارنے کے زیادہ حق دار ہیں، میت کو قبر میں اس کے پیر کی طرف سے اتارا جائے پھر اس کا سر آہستہ آہستہ داخل کیا جائے اور اسے قبر میں کسی بھی طرف سے داخل کرنا بھی جائز ہے، اور میت کی ہڈی توڑنا حرام ہے۔

☆عورتوں کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ جنازے کے پیچھے پیچھے چلیں کیوں کہ ان کا دل کمزور ہوتا ہے وہ جزع فزع کر سکتی ہیں، وہ مصیبتوں پر صبر نہیں کر پاتی ہیں ان کے منھ سے بعض ایسے کلمات نکل سکتے ہیں جن کا کہنا حرام ہے یا ان سے بعض ایسے افعال سرزد ہو سکتے ہیں جو حرام ہیں۔

☆جو میت کو دفن کرنے جائے وہ اس کی قبر پر سر کی طرف سے تین مرتبہ مٹی ڈالے۔

☆میت کا ولی قبر کے پاس کوئی نشانی لگا سکتا ہے، جیسے پتھر وغیرہ تاکہ اس کے گھر والوں میں سے جو مرے اس کو اس کی قربت میں دفن کیا جاسکے اور اس کی قبر پہچانی جاسکے۔

☆جو شخص سمندر میں مرے (یعنی کشتی وغیرہ میں) اور اس کی حالت بدل جانے کا خوف ہو تو اسے غسل دیا جائے اور کفن پہنایا جائے اور سمندر میں ڈال دیا جائے۔

☆اگر کسی زندہ مسلمان کا کوئی کٹا ہوا عضو ملے خواہ وہ کسی بھی سبب سے کٹا ہو تو اس کا جلانا جائز نہیں اور نہ اسے غسل دیا جائے اور نہ اس پر نماز پڑھی جائے بلکہ ایک کپڑے میں لپیٹ کر قبرستان میں دفن کر دیا جائے۔

☆میت کو زمین پر رکھنے اور دفن کرنے کے درمیان کے وقفہ میں کبھی کبھی حاضرین کو موت اور اس کے بعد کی زندگی یاد دلائی جائے اور نصیحت کی جائے، میت کے دفن کرنے کے بعد لوگ قبر کے پاس تھوڑی دیر ٹھہریں اور میت کے لئے دعا استغفار کریں۔

☆مسلمان اپنے مشرک رشتے دار مثلاً اپنے باپ یا اپنی ماں کی لاش مٹی میں چھپا سکتا ہے لیکن وہ اسے نہ نہلائے اور نہ کفن پہنائے اور نہ اس کے جنازے کی نماز پڑھے، مشرک کے مسلمان رشتے داروں کا اس کے جنازے کے پیچھے پیچھے جانا جائز نہیں۔

تعزیت

تعزیت کا لغوی معنی: تسلی دینا

تعزیت کا مطلب: میت کے متعلقین کو صبر کی تلقین کرنا، آخرت میں اجر و ثواب کی امید دلانا، میت اور پسماندگان کے حق میں دعا کرنا اور ان کے دکھ، درد اور غم میں شریک ہونا۔

تعزیت کا حکم اور اس کی فضیلت

میت کے متعلقین سے تعزیت کرنا شرعی حکم ہے، جیسا کہ قرۃ مزنی سے مروی حدیث میں ہے کہ نبی کریم ﷺ کے ایک ساتھی کا بچہ فوت ہو گیا، تو آپ ﷺ نے اس کی تعزیت کی اور فرمایا: ''اے فلاں! تمہیں کون سی

چیز زیادہ پسند ہے کہ تم اس (بچے) کے ذریعہ اپنی زندگی کو فائدہ پہنچاؤ، یا کل کو تم جب جنت کے دروازوں میں سے کسی دروازے کے پاس آؤ گے تو اسے وہاں پہلے سے موجود پاؤ گے، اور وہ تمہارے لئے اسے (جنت کا دروازہ) کھولے گا‘‘۔ (سنن النسائی: ۲۰۹۰) صحیح۔

تعزیت کرنے کی فضیلت کے متعلق انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: « مَنْ عَزَّى أَخَاهُ الْمُسْلِمَ فِي مُصِيبَةٍ، كَسَاهُ اللّٰهُ حُلَّةً خَضْرَاءَ يُحْبَرُ بِهَا» قِيلَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ، مَا يُحْبَرُ بِهَا؟ قَالَ: « يُغْبَطُ بِهَا ». ’’جس نے اپنے کسی مومن بھائی کو مصیبت میں تسلی دی تو اللہ تعالی اسے ایسا سبز لباس پہنائے گا جس کے ذریعہ روز قیامت اس پر رشک کیا جائے گا، لوگوں نے پوچھا، اے اللہ کے رسول! کیسا رشک؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر کوئی اس کے پانے کی تمنا کرے گا‘‘۔(احکام الجنائز: ۲۰۶) حسن۔

آداب تعزیت

دفن سے پہلے اور دفن کے بعد میت کے اقرباء کی تعزیت ایسے الفاظ سے کی جائے جن سے انہیں تسلی ملے اور غم ہلکا ہو اور صبر آ جائے، جیسا کہ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ الفاظ ثابت ہیں:
«أَنَّ لِلّٰهِ مَا أَخَذَ وَلَهُ مَا أَعْطَى وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ بِأَجَلٍ مُسَمًّى فَمُرْهَا فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ»
’’یقیناً اللہ ہی کی وہ چیز تھی جو اس نے لے لی ہے، اور اس نے جو کچھ بھی دیا ہے وہ اسی کا ہے، اور ہر چیز اس کی بارگاہ سے وقت مقررہ پر ہی واقع ہوتی ہے، لہٰذا صبر کرو اور ثواب کی امید رکھو‘‘۔ (صحیح البخاری: ۷۳۷۷، صحیح مسلم: ۹۲۳)

تعزیت سے متعلق مسائل

☆تعزیت ہر جگہ جائز ہے، خواہ وہ قبرستان ہو یا بازار یا عید گاہ یا مسجد یا گھر اور یہ سنت نہیں ہے کہ میت کے گھر والے کسی جگہ اکٹھا ہوں اور لوگ ان کی تعزیت کے لئے جائیں، بلکہ اس کے گھر والے اپنے کام میں لگ جائیں اور جو شخص بھی ان سے ملے ان کی تعزیت کرے۔

☆گھر والوں کے لئے جائز نہیں کہ تعزیت کے لئے کوئی متعین لباس پہنیں اس لئے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر ناگواری کا اظہار کرنا ہے۔

☆ان کفار کی تعزیت کرنا جائز ہے جو اسلام اور مسلمانوں سے دشمنی نہ ظاہر کرتے ہوں لیکن ان کی میت کے لئے دعا نہ کی جائے۔

☆سنت یہ ہے کہ میت کے گھر والوں کے لئے کھانا پکایا جائے اور اسے ان کے پاس بھیجا جائے اور یہ مکروہ ہے کہ میت کے گھر والے لوگوں کے لئے کھانا تیار کریں اور پھر لوگوں کو کھانے کے لئے دعوت دیں۔

☆میت پر آنسو بہانا جائز ہے بشرط کہ واویلا اور نوحہ نہ کیا جائے، کپڑے پھاڑنا گالوں پر طمانچہ مارنا، آواز بلند کرنا وغیرہ حرام ہے اور میت کو اس کی وجہ سے قبر میں تکلیف ہوگی، جیسا کہ عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے آل جعفر کو تین دن کی مہلت دی تھی کہ لوگ ان کے پاس تعزیت کے لئے آئیں، پھر آپ ان کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ آج کے بعد میرے بھائی پر مت رونا پھر آپ نے فرمایا کہ میرے بھتیجے کو بلاؤ چنانچہ مجھے بلایا گیا میں گھبرایا ہوا تھا نبی کریم ﷺ نے فرمایا: حجام کو بلاؤ، پھر آپ نے میرا سر منڈا دیا۔ (ابوداود: ٤١٩٢ ۔نسائی ٥٢٢٧)

ایک دوسری حدیث میں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: میت کو اس کی قبر میں اس پر نوحہ کرنے کی وجہ سے عذاب دیا جاتا ہے۔(صحیح البخاری: ١٢٩٢، صحیح مسلم: ٩٢٧)

☆یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرنا اس کا اکرام کرنا مستحب ہے۔

قبروں کی زیارت اور اس کے متعلقات

قبر کی زیارت کرنا مسنون ہے اس لئے کہ وہ موت اور آخرت کی یاد دلاتی ہے اور یہ زیارت عبرت حاصل کرنے نصیحت پکڑنے، مردوں کو سلام کرنے اور ان کے استغفار کے لئے ہونی چاہئے نہ کہ ان سے دعا کی درخواست کرنے، ان سے تبرک حاصل کرنے، یا ان کی قبروں سے تبرک حاصل کرنے کے لئے ہو یہ ساری چیزیں جائز نہیں ہیں جیسا کہ بریدہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: «قَدْ كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُورِ، فَقَدْ أُذِنَ لِمُحَمَّدٍ فِي زِيَارَةِ قَبْرِ أُمِّهِ. فَزُورُوهَا، فَإِنَّهَا تُذَكِّرُ الآخِرَةَ». ”میں نے تمھیں قبروں کی زیارت سے روکا تھا۔ اب محمد کو اپنی ماں کی قبر کی زیارت کی اجازت دے دی گئی ہے۔تو تم بھی ان کی زیارت کرو، یہ چیز آخرت کی یاد دلاتی ہے“۔(سنن الترمذی: ١٠٥٤) (صحیح)

تمام زندہ لوگوں کا مردوں کو پکارنا، ان سے فریاد کرنا، ان سے اپنی حاجت روائی کی درخواست کرنا، ان سے اپنی پریشانی دور کرنے کی التجا کرنا، انبیاء اور صالحین کی قبروں کا طواف کرنا، قبروں کے پاس ذبیحہ پیش کرنا، یہ تمام اعمال حرام و شرک ہیں، اللہ تعالیٰ نے اس پر عذاب جہنم کی دھمکی دی ہے۔

ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرض الموت میں فرمایا: «لَعَنَ اللَّهُ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسْجِدًا قَالَتْ: وَلَوْلا ذَلِكَ لأَبْرَزُوا قَبْرَهُ غَيْرَ أَنِّي أَخْشَى أَنْ يُتَّخَذَ مَسْجِدًا». ''یہود اور نصاریٰ پر اللہ کی لعنت ہو کہ انھوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مساجد بنا لیا۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اگر ایسا ڈر نہ ہوتا تو آپ کی قبر کھلی رہتی (حجرہ میں نہ ہوتی) کیوں کہ مجھے ڈر اس کا ہے کہ کہیں آپ کی قبر کو مسجد نہ بنایا جائے''۔ (بخاری: ۱۳۳۰۔ مسلم: ۵۲۹)

کیا خواتین قبروں کی زیارت کر سکتی ہیں؟

عورتیں بھی مردوں کی طرح قبروں کی زیارت کر سکتی ہیں بشرطیکہ کثرت کے ساتھ نہ کریں، اس کے دلائل حسب ذیل ہیں:

۱- حدیث میں وارد رخصت (فَزُورُوهَا) اب تم قبروں کی زیارت کرو،، میں خواتین بھی شامل ہیں، جیسے ابتدا میں ممانعت میں دونوں شامل تھے۔

۲- جس سبب کی وجہ سے قبروں کی زیارت جائز ہے اس میں عورتیں بھی مردوں کی شریک ہیں یعنی قبریں آخرت کی یاد دلاتی ہیں۔

۳- ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا: آپ نے فرمایا: کہو: «السَّلامُ عَلَى أَهْلِ الدِّيَارِ مِنْ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُسْلِمِينَ وَيَرْحَمُ اللَّهُ الْمُسْتَقْدِمِينَ مِنَّا وَالْمُسْتَأْخِرِينَ، وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللَّهُ بِكُمْ لَلاحِقُونَ» ''(اے مومن اور مسلمان گھر والو! تم پر سلامتی ہو، اللہ تعالیٰ ہمارے پہلے جانے والوں اور بعد میں آنے والوں پر رحم کرے، ان شاء اللہ ہم بھی تم سے ملنے والے ہیں)''۔ (صحیح مسلم: ۹۷٤)

۴- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا ہر جمعہ کو اپنے چچا حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر کی زیارت کرتی تھیں۔ (حاکم: ۳۷۷/۱)

قبروں کی زیارت کے آداب

۱-جب قبرستان میں داخل ہو تو یہ دعا پڑھے: «السَّلامُ عَلَى أَهْلِ الدِّيَارِ مِنْ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُسْلِمِينَ وَيَرْحَمُ اللَّهُ الْمُسْتَقْدِمِينَ مِنَّا وَالْمُسْتَأْخِرِينَ وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللَّهُ بِكُمْ لَلاحِقُونَ» ''مؤمنین اور مسلم قبر والوں پر سلام ہو، اللہ تعالیٰ ان لوگوں پر جو ہم سے پہلے گزر چکے ہیں اور جو بعد میں آنے والے ہیں ان تمام لوگوں پر رحم کرے اور ہم بھی ان شاءاللہ تم سے ملنے والے ہیں''۔(مسلم:۹۷۳)

۲-یا یہ کہے:« السَّلامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُؤْمِنِينَ، وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لاحِقُونَ ». ''مومن قبر والوں! تم پر سلام ہو اور ان شاءاللہ ہم بھی تم سے ملنے والے ہیں''۔ (صحیح مسلم:۲۳۹)

۳-یا یہ کہے: « السَّلامُ عَلَى أَهْلِ الدِّيَارِ مِنْ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُسْلِمِينَ وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللّٰهُ لاحِقُونَ أسأل الله لنا ولكم العافية». ''مومن اور مسلم قبر والو تم پر سلام ہو، اور ہم بھی ان شاءاللہ تم سے ملنے والے ہیں، ہم اللہ سے اپنے لئے اور تمہارے لئے عافیت مانگتے ہیں''۔

زیارت سے متعلق مسائل

☆جو دین اسلام کے علاوہ دوسرے دین پر مرے اس کی قبر کی زیارت صرف عبرت حاصل کرنے کے لئے کی جاسکتی ہے، اس کے لئے دعا اور استغفار نہ کیا جائے بلکہ اسے جہنم کی بشارت دی جائے۔

☆قبرستان عبرت کی جگہ ہے لہٰذا اس میں درخت لگا کر یا عمدہ پختہ راستہ بنا کر یا چراغاں کر کے خوبصورت بنانے کی کوشش نہ کی جائے۔

☆بکثرت قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں پر اللہ کے نبی ﷺ نے لعنت فرمائی ہے۔

☆زائر کے لئے مستحب ہے کہ وہ قبلہ رخ کھڑا ہو۔☆دعا کے لئے اہل قبر کو وسیلہ بنانا جائز نہیں۔

☆زیارت کے دوران قرآن کی قرأت ثابت نہیں۔

☆قبرستان میں جوتیوں کے ساتھ چلنا جائز نہیں الا کہ کوئی ضرورت ہو۔

نفل نماز کی اقسام کا بیان

ایک حدیث میں اللہ کے نبی ﷺ نے نفلی نمازوں کی فضیلت بیان فرمائی ہے: « إِنَّ أَوَّلَ مَا يُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِنْ عَمَلِهِ صَلاَتُهُ، فَإِنْ صَلُحَتْ فَقَدْ أَفْلَحَ وَأَنْجَحَ، وَإِنْ فَسَدَتْ فَقَدْ خَابَ وَخَسِرَ، فَإِنِ انْتَقَصَ مِنْ فَرِيضَتِهِ شَيْءٌ، قَالَ الرَّبُّ عَزَّ وَجَلَّ: انْظُرُوا هَلْ لِعَبْدِي مِنْ تَطَوُّعٍ؟ فَيُكَمَّلَ بِهَا مَا انْتَقَصَ مِنَ الْفَرِيضَةِ، ثُمَّ يَكُونُ سَائِرُ عَمَلِهِ عَلَى ذَلِكَ». ''قیامت کے دن بندے کے جس عمل کا سب سے پہلے حساب لیا جائے گا وہ نماز ہے، پس اگر نماز صحیح نکلی تو وہ بلاشبہ کامیاب و کامراں نکلا، اور اگر وہ حساب میں فاسد ٹھہری تو بلاشبہ وہ ناکام و نامراد ٹھہرا، اور اگر بندہ سے فرض نمازوں میں کمی رہ گئی تو اللہ تعالی فرشتوں سے کہے گا، دیکھو کیا میرے بندوں کی نفلی نمازیں ہیں؟ تو ان کے ذریعہ فرض نمازوں کی کمی پوری کردو ''۔ (الترمذي:٤١٣، صحيح)

نفل نماز کی چند قسمیں ہیں جس کی تفصیل کچھ یوں ہے

١-سنن راتبہ ٢-صلاۃ تہجد ٣-صلاۃ وتر ٤-صلاۃ تراویح

٥-صلاۃ عیدین ٦-صلاۃ کسوف ٧-صلاۃ خسوف ٨-صلاۃ استسقاء

٩-صلاۃ الضحی ١٠-صلاۃ الاستخارۃ

١-سنن رواتب (مؤکدہ) کا بیان

سنن راتبہ ایسی نفلی نمازیں ہیں جو فرض نماز سے پہلے یا اس کے بعد ادا کی جاتی ہیں، اور یہ فرائض کے تابع ہوتی ہیں، اور یہ دو قسم کی ہیں :

پہلی قسم: رواتب مؤکدہ جن کی تعداد بارہ (١٢) ہے۔

١-ظہر سے پہلے چار (٤) رکعت ٢-ظہر کے بعد دو (٢) رکعت ٣-مغرب کے بعد دو (٢) رکعت

٤-عشاء کے بعد دو (٢) رکعت ٥-فجر سے پہلے دو (٢) رکعت

ام المؤمنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: «مَا مِنْ عَبْدٍ مُسْلِمٍ يُصَلِّي لِلَّهِ كُلَّ يَوْمٍ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً تَطَوُّعًا ، غَيْرَ فَرِيضَةٍ ، إِلا بَنَى اللَّهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ ، أَوْ إِلا بُنِيَ لَهُ بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ ».

''جو بھی مسلمان اللہ کی خاطر ہر دن فرض کے علاوہ بارہ رکعتیں نفل پڑھے گا اللہ تعالی اس کے لئے جنت میں ایک گھر بنائے گا، یا اس کے لئے جنت میں ایک گھر بنایا جائے گا ''۔ (صحیح مسلم:۷۲۸)

بعض روایتوں میں دس رکعت سنن راتبہ کا ذکر ہے، اس میں ظہر سے پہلے چار کے بجائے دو رکعت پڑھنے کا ذکر ہے۔

سنن رواتب میں سب سے اہم فجر کی دو رکعتیں ہیں، جنہیں سفر و حضر میں ادا کرنے کی تاکید آئی ہے، اور یہ ہلکی پڑھی جائے گی۔

دوسری قسم: سنن غیر مؤکدہ

سنن غیر موکدہ بھی ادا کی جائیں گی لیکن اس پر ہمیشگی نہیں برتی جائے گی، اور وہ یہ ہیں:

۱- مغرب اور عشاء کی نماز سے پہلے دو رکعتیں ۲- عصر سے پہلے چار رکعتیں

سنن رواتب کے احکام:

☆ جس کی سنت مؤکدہ کسی عذر سے چھوٹ جائے تو اس کی قضا کرنا مسنون ہے، اور اگر بغیر عذر کے چھوٹی ہو تو قضا کی ضرورت نہیں، اور اگر کسی وجہ سے بھول جائے تو جب یاد آئے اس کی قضا کرلے۔

☆ اور جس کی فجر کی سنت چھوٹ جائے تو وہ چاہے نماز کے فوراً بعد اسے پڑھ لے یا پھر طلوع شمس کے بعد ادا کرلے۔

☆ نوافل مسجد اور گھر دونوں جگہ ادا کی جاسکتی ہیں لیکن گھر میں پڑھنا افضل ہے۔

نفلی نماز پڑھنے کی کیفیت:

۱- مطلق نفلی نماز دن ورات میں دو دو رکعت کی شکل میں پڑھنا مشروع ہے، اور استطاعت کے باوجود اسے بیٹھ کر پڑھنا جائز ہے، لیکن کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے، اور رہا مسئلہ فرض نمازوں کا تو اس میں قیام رکن کا درجہ ہے، بلا عذر بیٹھ کر پڑھنے سے نماز درست نہ ہوگی، ہاں اگر کوئی معذور ہے تو وہ حسب حالت نماز ادا کرے گا۔

۲- جس نے بغیر عذر شرعی نفل نماز بیٹھ کر ادا کی تو اسے کھڑے ہو کر پڑھنے والے کے مقابلے میں آدھا اجر ملے گا۔

رات میں پڑھی جانے والی نمازیں دو دو رکعت کی شکل میں ادا کی جائیں، اور کبھی کبھار ایک سلام سے چار رکعت پڑھنے میں کوئی حرج نہیں، اور رہی بات دن میں نفل پڑھنے کی تو اگر چاہے تو دو دو رکعت کی شکل میں ادا کرے یا چاہے تو ایک سلام سے چار رکعتیں ادا کرلے۔

۲-صلاۃ تہجد کا بیان

تہجد یا قیام اللیل کی نماز مطلق نوافل میں سے ہے، اور یہ سنت مؤکدہ کے درجہ میں ہے، اس کے پڑھنے والوں کی اللہ نے تعریف فرمائی ہے، اور اپنے نبی کو اس کا حکم دیا ہے، اور آپ ﷺ نے اس پر عمل کرکے دکھایا ہے، اور اپنی امت کے لئے اسے مشروع کیا، اور اس کی ترغیب فرمائی ہے، اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿يَٰٓأَيُّهَا ٱلۡمُزَّمِّلُ ۝١ قُمِ ٱلَّيۡلَ إِلَّا قَلِيلٗا ۝٢ نِّصۡفَهُۥٓ أَوِ ٱنقُصۡ مِنۡهُ قَلِيلًا ۝٣ أَوۡ زِدۡ عَلَيۡهِ وَرَتِّلِ ٱلۡقُرۡءَانَ تَرۡتِيلًا﴾ (المزمل: ۱-٤)». "اے کپڑے میں لپٹنے والے! رات کے وقت نماز میں کھڑے ہو جاؤ، مگر آدھی رات یا اس سے بھی کچھ کم کرلو، یا اس سے کچھ بڑھا لو، اور قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر صاف پڑھا کرو"۔

اللہ تعالی نے ایک دوسری جگہ یوں فرمایا: ﴿وَمِنَ ٱلَّيۡلِ فَتَهَجَّدۡ بِهِۦ نَافِلَةٗ لَّكَ عَسَىٰٓ أَن يَبۡعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامٗا مَّحۡمُودٗا﴾ (الاسراء: ۷۹)». "رات کے کچھ حصے میں تہجد کی نماز میں قرآن کی تلاوت کریں، یہ زیادتی آپ کے لئے ہے، عنقریب آپ کا رب آپ کو مقام محمود میں کھڑا کرے گا"۔

نیز اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿ كَانُوا۟ قَلِيلًا مِّنَ ٱلَّيْلِ مَا يَهْجَعُونَ ﴿١٧﴾ وَبِٱلْأَسْحَارِ هُمْ يَسْتَغْفِرُونَ ﴾ (الذاریات:١٧-١٨).

''وہ رات کو بہت کم سویا کرتے تھے،اور وقت سحر استغفار کیا کرتے تھے ''۔

نماز تہجد کی فضیلت:

قیام اللیل افضل اعمال میں سے ہے،اور دن میں نفل پڑھنے سے افضل ہے کیونکہ رات کی تنہائی میں آدمی پوری طرح اپنا دل اللہ کے ساتھ لگاتا ہے،اور اپنی سہانی نیند حرام کرتا ہے، جیساکہ اللہ تعالی نے فرمایا: ﴿ إِنَّ نَاشِئَةَ ٱلَّيْلِ هِىَ أَشَدُّ وَطْـًٔا وَأَقْوَمُ قِيلًا ﴾ (المزمل: ٦). ''بیشک رات میں اٹھنادل جمعی کے لئے انتہائی مناسب ہے،اور بات کو بہت درست بنادینے والا ہے''۔

ایک دفعہ نبی مکرم ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ فرض نماز کے بعد سب سے افضل نماز کون سی ہے؟ توآپ ﷺ نے فرمایا: « أَفْضَلُ الصَّلاةِ، بَعْدَ الصَّلاةِ الْمَكْتُوبَةِ، الصَّلاةُ فِي جَوْفِ اللَّيْلِ ».

'' فرض نماز کے بعد سب سے افضل تہجد کی نماز ہے''۔ (صحیح مسلم:١١٦٣)

نماز تہجد کا وقت:

ویسے اس کا وقت نماز عشاء کے بعد سے شروع ہو جاتا ہے، لیکن رات کی نماز کا سب سے افضل وقت رات کا آخری تہائی حصہ ہے، بایں طور کہ رات کو دو حصوں میں تقسیم کردیں، دوسرے حصہ کی پہلی تہائی میں نماز کے لئے کھڑے ہوں، پھر رات کے آخری حصہ میں سو جائیں،اوراس کا وقت فجر ثانی کے طلوع ہونے تک باقی رہتا ہے۔

نماز تہجد کی تعداد:

نماز تہجد کی رکعتوں کی مجموعی تعداد مع الوتر گیارہ رکعت ہے، یا مع الوتر تیرہ ہے، لیکن گیارہ ہی اللہ کے نبی ﷺ کا معمول رہا ہے۔

نماز تہجد کی کیفیت:

سونے کے وقت تہجد کی نماز کی نیت کرے، لیکن اگر سو جائے اور نماز کے لئے نہ اٹھ سکے تو اس کو پورا اجر دیا جائے گا ،اور اگر اٹھ جائے تو چہرے سے نیند پوچھے اور آل عمران کی آخری دس آیتیں پڑھے، مسواک کرے اور وضو کرے، پھر ہلکی دو رکعتیں پڑھ کر تہجد کا آغاز کرے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی شخص تہجد کے لئے کھڑا ہو تو وہ اپنی نماز دو ہلکی رکعتیں پڑھ کر شروع کرے''۔ (صحیح مسلم:٧٦٨)

پھر دو دو رکعت پڑھتا جائے اور سلام پھیرتا جائے، جیسا کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے سوال کیا اے اللہ کے رسول! تہجد کی نماز کیسے پڑھی جائے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''دو دو رکعت کر کے پڑھو، اور جب صبح ہونے کا اندیشہ ہو تو ایک رکعت پڑھ کر سب کو طاق بنالو''۔ (صحیح البخاري: ١١٣٧، صحیح مسلم:٧٤٩)۔

☆اور کبھی چار رکعتیں ایک سلام کے ساتھ بھی پڑھ سکتا ہے۔

☆تہجد کی نماز گھر میں پڑھنا مسنون ہے، چستی کے مطابق نماز کو لمبی کرے، کبھی سری اور کبھی جہری قرات کرے۔

☆تہجد کی نماز کا اختتام وتر پڑھ کر کرے۔

٣-صلاۃ وتر کا بیان

صلاۃ وتر کا حکم:

نماز وتر کا درجہ سنت مؤکدہ کا درجہ ہے، اسے واجب کہنا صراصر غلط ہے، اللہ کے نبی ﷺ نے اسے اپنے قول و فعل سے ترغیب دی ہے، اور اسے حضر و سفر دونوں حالتوں میں ادا فرمایا ہے، جیسا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے میرے خلیل (ﷺ) نے تین باتوں کی وصیت کی تھی، اور یہ کہا تھا میں اسے اپنی موت تک نہ چھوڑوں: ہر مہینہ تین دن روزہ رکھنا، چاشت کی نماز پڑھنا، اور وتر کی نماز پڑھ کر سونا (صحیح البخاري: ١١٣٨، صحیح مسلم: ٧٢١)۔

صلاۃ وتر کا وقت:

وتر کا وقت عشاء کی نماز کے بعد سے فجر کی اذان تک ہے، اور اسے رات کے آخری حصہ میں پڑھنا افضل ہے۔

صلاۃ وتر کی تعداد و کیفیت :

وتر ایک رکعت یا تین رکعت یا پانچ رکعت یا سات رکعت یا نو رکعت ایک سلام کے ساتھ ہے۔(مسلم: ٧٤٦)۔

ادنی کمال یہ ہے کہ تین رکعتیں دو سلام کے ساتھ ہوں، یعنی دو رکعت کے بعد سلام پھیر لے اور پھر الگ سے ایک رکعت پڑھے، یا ایک تشہد اور ایک سلام کے ساتھ ہو یعنی دو رکعت کے بعد تشہد میں نہ بیٹھے بلکہ تیسرے کے لئے کھڑا ہو جائے اور اس کی ادائیگی کے بعد تشہد میں بیٹھے، اور پھر سلام پھیر دے، سنت یہ ہے کہ پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ اعلی اور اور اسی طرح دوسری میں سورہ کافرون اور تیسری میں سورہ اخلاص پڑھے، اور مغرب کی تین رکعت کی طرح وتر پڑھنا سنت سے ثابت نہیں۔

اگر وتر پانچ رکعت پڑھے تو آخر میں ایک تشہد کے لئے بیٹھے، پھر سلام پھیرے، اور اگر سات رکعت پڑھے تو بھی اسی طرح پڑھے، اور اگر نو رکعت پڑھے تو دو مرتبہ تشہد میں بیٹھے ایک مرتبہ آٹھ رکعت کے بعد بیٹھے اور سلام نہ پھیرے، پھر کھڑا ہو جائے اور نویں رکعت پڑھے، پھر دوبارہ تشہد میں بیٹھے، اور سلام پھیرے۔

صلاۃ وتر میں قنوت کا حکم:

نماز وتر میں دعائے قنوت پڑھنا مستحب ہے، اور یہ اختیار ہے کہ جو چاہے پڑھے اور جو چاہے نہ پڑھے، اس کا پڑھنا واجب نہیں ہے۔

صلاۃ وتر میں دعائے قنوت:

جب تین رکعت پڑھ لے تو تیسری رکعت میں رکوع کے بعد یا قرأت ختم ہونے کے بعد رکوع سے پہلے یہ دعا ہاتھ اٹھا کر پڑھے۔«اللَّهُمَّ اهْدِنِي فِيمَنْ هَدَيْتَ، وَعَافِنِي فِيمَنْ عَافَيْتَ، وَتَوَلَّنِي فِيمَنْ تَوَلَّيْتَ، وَبَارِكْ لِي فِيمَا أَعْطَيْتَ، وَقِنِي شَرَّ مَا قَضَيْتَ، إِنَّكَ تَقْضِي وَلا يُقْضَى عَلَيْكَ، وَإِنَّهُ لا يَذِلُّ مَنْ وَالَيْتَ، وَلا يَعِزُّ مَنْ عَادَيْتَ، تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ»(أبوداود: ١٤٢٥، ترمذی: ٤٦٤، صحیح)۔

"اے اللہ ! مجھے ہدایت دے اور ہدایت یافتہ لوگوں میں شامل فرما،اور مجھے عافیت دے اور ان لوگوں میں شامل فرما جنہیں تونے عافیت دی ہے ،اور میری ان لوگوں میں سرپرستی فرما جن کی تونے سرپرستی فرمائی،اور میرے لئے ان چیزوں میں برکت عطافرما جو تونے عطا کی ہیں،اور مجھے ان فیصلوں کے شر سے بچا جو تونے کئے ہیں،اس لئے کہ تو ہی فیصلے کرتا ہے اور تیرے فیصلے کے خلاف کوئی فیصلہ نہیں کر سکتا،اور بیشک جن کا تو دوست بناوہ ذلیل نہیں ہو سکتا،اور جس سے تونے دشمنی کی وہ معزز نہیں ہو سکتا،اے ہمارے رب ! تو بہت بابرکت اور نہایت بلند ہے "۔

یہ دعا پڑھنے کے بعد رسول اکرم پر درود پڑھے،اور ہاتھ کو چہرے پر پھیرے بغیر سجدہ میں چلا جائے۔

قنوت کے مسائل

☆ نماز وتر کے علاوہ دوسری نمازوں میں دعائے قنوت پڑھنا مشروع نہیں،اور رہی بات قنوت نازلہ کی جو مسلمانوں پر کسی مصیبت یا پریشانی کے وقت پڑھی جائے تو وہ فرض نمازوں کی آخری رکعت میں کبھی رکوع سے پہلے اور بیشتر رکوع کے بعد پڑھنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

☆ قنوت نازلہ کے علاوہ دعائے قنوت نماز فجر میں کبھی کبھار یا ہمیشہ پڑھنا ثابت نہیں۔

☆ ظالم لڑنے والے کافروں پر بد دعا کی جائیگی،اور ان کے علاوہ لوگوں کے لئے تالیف قلب اور ہدایت،اور اسلام سے ان کی محبت کے لئے دعا کی جائے گی۔

☆ اگر آپ سفر میں زمین پر ہیں تو آپ زمین پر نماز وتر ادا کریں گے،اور اگر آپ سواری (کار،ٹرین،ہوائی جہاز،کشتی) پر ہیں تو تکبیرہ تحریمہ کے وقت اگر سہولت ہو تو قبلہ رخ ہو کر کھڑے ہو کے نماز وتر کا آغاز کریں،اور اگر ایسا کرنا ممکن نہ ہو تو بیٹھ کر سر کے اشارہ سے نماز ادا کرلیں۔

☆ اگر نماز وتر سونے یا بھولنے کی وجہ سے نہ ادا کی ہو تو جب جاگے یا یاد آئے تو اسے ادا کرلے،اور اذان فجر اور اقامت کے درمیان اس کی کیفیت کے مطابق قضا کرلے،اور اگر دن میں اس کی قضا کرے تو جفت کی شکل میں ادا کرے ،طاق پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔

۴-صلاۃ تراویح کا بیان

صلاۃ تراویح کا حکم:

نفلی نمازوں میں صلاۃ تراویح کا درجہ سنت مؤکدہ کا درجہ ہے جو خود رسول مکرم ﷺ کے عمل اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عمل سے ثابت ہے۔

صلاۃ تراویح کی فضیلت:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: «مَنْ قَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا ، غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ» (صحیح البخاري: ٢٠٠٩، صحیح مسلم: ٧٥٩)۔

''جس شخص نے ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے رمضان کی راتوں میں نماز (تراویح) پڑھی تو اس کے اگلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں''۔

صلاۃ تراویح کا وقت، کیفیت اور تعداد رکعت:

ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عشاء کی نماز کے بعد سے فجر تک گیارہ رکعتیں پڑھتے تھے، اور ہر دو رکعت کے بعد سلام پھیرتے تھے، اور آخر میں ایک رکعت وتر پڑھتے تھے۔ (صحیح مسلم: ٧٣٦)۔

ایک دوسری حدیث میں یوں ہے کہ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کہ رسول اکرم ﷺ کی نماز ماہ رمضان میں کتنی اور کیسی ہوتی تھی، تو آپ نے فرمایا کہ ماہ رمضان اور غیر رمضان میں آپ ﷺ گیارہ رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے، پہلے چار رکعتیں پڑھتے تھے، ان کی خوبصورتی اور درازی کے بارے میں کیا پوچھنا، پھر چار رکعت پڑھتے تھے، ان کی بھی خوبصورتی اور درازی کے بارے میں کیا پوچھنا، پھر تین رکعتیں (وتر) پڑھتے تھے، (صحیح البخاري: ١١٤٧)۔

صلاۃ تراویح کے مسائل

☆صلاۃ تراویح نوافل میں سے سنت موکدہ کے درجے میں ہے، مع وتر گیارہ رکعت پڑھنا سنت ہے، اگر کوئی اس سے زیادہ یا کم پڑھنا چاہے تو کوئی حرج نہیں۔

☆افضل یہ ہے کہ حافظ قرآن نماز تراویح کی امامت کرے، لیکن اگر ایسا نہ ہو تو مصحف دیکھ کر پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے، لیکن بحالت نماز موبائل میں دیکھ کر پڑھنا نماز کی ہیئت کے منافی ہے، کیونکہ موبائل میں کوئی بھی پریشانی آسکتی ہے جس سے قرأت منقطع ہوسکتی ہے اس لئے اسے دیکھ کر پڑھنا درست نہیں بلکہ مصحف ہی سے دیکھ کر پڑھنے کی اجازت ہے۔

☆مقتدی کا امام کے پیچھے قرآن دیکھ کر پڑھنا یا سننا درست نہیں کیونکہ مقتدی کو امام کی قرأت پوری توجہ کے ساتھ سننے کا حکم ہے، بہتر یہ ہے کہ امام رمضان میں پورا قرآن سنائے۔

☆بحالت نماز قرآن ختم ہونے کے وقت دعائے ختم قرآن کرنا بدعت ہے، کیونکہ نہ یہ رسول مکرم ﷺ سے اور نہ ہی آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے، ہاں اگر کوئی نماز سے باہر دعا پڑھنا چاہے تو کوئی حرج نہیں ہے، اور ختم قرآن کی کوئی مخصوص دعا بھی قرآن وحدیث سے ثابت نہیں ہے، اس لئے جو دعائیں کتاب وسنت سے ثابت ہیں وہ دعا پڑھے۔

☆صلاۃ تراویح ان نفلی نمازوں میں سے ہے جسے بعد نماز عشاء باجماعت پڑھنا مشروع ہے، اور جو نفلی نمازیں باجماعت پڑھنا مشروع ہیں ان کا مسجد میں باجماعت پڑھنا افضل ہے۔

☆اور اگر کوئی اپنے معمول کے مطابق ماہ رمضان میں تہجد پڑھتا ہے تو اسے چاہئے کہ امام کے ساتھ جب تراویح پڑھے تو وتر امام کے ساتھ نہ پڑھے، بلکہ وتر کی نماز کو اپنی تہجد کی نماز کے آخر میں ادا کرے۔

☆اگر کوئی عورت مسجد جاکر فرض یا نفل نماز پڑھنا چاہے تو اس کے لئے شرط یہ ہے کہ پورے پردے کے ساتھ، بغیر خوشبو لگائے اور سنجیدہ لباس پہن کر جائے۔

۵-صلاۃ عیدین (عید الفطر و عید الاضحی) کا بیان

عید کی تعریف:

لغت میں عید کے معنی بار بار آنے کے ہیں کیونکہ وہ ہر سال فرح وانبساط کے ساتھ بار بار آتی ہے، اس لئے اس کا نام عید پڑا۔

اسلام میں عید ان دنوں کا بار بار آنا ہے شریعت نے جسے عید قرار دیا ہے، جسے اللہ تعالی اپنے بندوں پر احسان کرتے ہوئے روزے اور حج جیسی عظیم فرمانبرداری کی بجاآوری کے بعد انہیں خوشیوں اور مسرتوں کا موقع فراہم کرتا ہے۔

اسلامی عیدیں صرف دو ہیں:

۱-عید الفطر: جو ہر سال ماہ رمضان کے بعد شوال کی پہلی تاریخ کو منائی جاتی ہے۔

۲-عید الاضحی: جو ہر سال ذی الحجہ کی دس تاریخ کو منائی جاتی ہے۔

انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو دیکھا کہ اہل مدینہ کے دو دن ایسے ہیں جس میں وہ خوشی میں کھیل کود کرتے ہیں، تو آپ ﷺ نے ان سے دریافت کیا کہ یہ خوشیوں کے دو دن کس بنیاد پر ہیں ؟ تو اہل مدینہ نے کہا: یہ ہمارے جاہلیت کے دور کے دو دن ہیں جس میں ہم کھیل کود کرتے تھے، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: " بیشک اللہ نے ان دو دنوں کے بدلے تمہارے لئے اس سے بہتر خوشی منانے کا دین بنایا ہے، اور وہ عید الاضحی اور عید الفطر ہے" (أبوداود: ١١٣٤، نسائي: ١٥٥٦، صحیح)۔

صلاۃ عیدین کا حکم: تمام مسلمان مرد وعورت کے لئے صلاۃ عیدین سنت مؤکدہ ہے۔

صلاۃ عیدین کا وقت اور جگہ:

صلاۃ عیدین کی ادائیگی کا وقت اس وقت شروع ہوتا ہے جب سورج ایک نیزہ بلند ہو جائے، اور سورج ڈھلنے تک اس کا وقت رہتا ہے، اور اگر سورج ڈھلنے کے بعد لوگوں کو عید کا علم ہو تو وہ دوسرے دن اس کے وقت پر نماز پڑھیں،

اور قربانی کا جانور عید الاضحی کی نماز کے بعد ہی ذبح کریں۔

صلاۃ عیدین شہر سے قریب میدان میں پڑھی جائے،اور اگر کوئی عذر ہو جیسے بارش تو مسجد میں ادا کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

عیدین کی نماز کی کیفیت:

جب نماز کا وقت ہو جائے تو امام آگے بڑھے اور بغیر اذان واقامت کے لوگوں کو دو رکعت نماز پڑھائے، پہلی رکعت میں تکبیر تحریمہ کے بعد سات تکبیرات زوائد کہے،اور دوسری میں قیام کے بعد پانچ تکبیرات زوائد کہے، پھر سورہ فاتحہ کی جہری قرأت کرے،اور اس کے بعد پہلی رکعت میں سورہ اعلی اور دوسری میں سورہ غاشیہ پڑھے،اور باقی نماز عام نماز کی طرح ادا کرے، پھر سلام پھیرنے کے بعد وہ لوگوں سے مخاطب ہو،اور ایک خطبہ دے۔

رسول اللہ ﷺ کے خطبے دو قسم کے ہوتے تھے:

۱-خطبہ راتبہ: جیسے خطبہ جمعہ جو دو خطبوں پر مشتمل ہوتا اور نماز سے پہلے دیتے،اور خطبہ استسقاء جو ایک خطبہ پر مشتمل ہوتا اور آپ اسے بھی نماز سے پہلے دیتے،اور خطبہ عیدین اور کسوف جو ایک خطبہ پر مشتمل ہوتا اور آپ اسے نماز کے بعد دیتے۔

۲-خطبہ عارضہ: جو کسی واقعہ کے رونما ہونے کے بعد آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے، جیسے مخزومیہ خاتون کے بارے میں آپ نے خطبہ دیا جب اس کی چوری کی سزا معاف کرانے کی بات آئی۔

تکبیرات عیدین:

عام مسلمانوں کا عیدین کے ایام میں گھروں، بازاروں، راستوں،اور مساجد وغیرہ میں بلند آواز سے تکبیر پکارنا سنت ہے ،لیکن عورتیں اگر مردوں کے بیچ میں ہوں تو وہ تکبیرات آہستہ کہیں۔

تکبیرات کے اوقات:

عید الفطر میں تکبیر کی ابتدا چاند دیکھنے کے بعد سے نماز عید ادا کرنے تک، اور عید الاضحی میں عشرہ ذی الحجہ کے چاند نظر آنے کے بعد سے تیرہ ذی الحجہ کے سورج غروب ہونے تک، اور تکبیر مقید (ہر نماز کے بعد کہی جانے والی تکبیر) کی ابتدا غیر محرم کے لئے یوم عرفہ کی نماز فجر کے بعد سے تیرہ ذی الحجہ کے نماز عصر تک ہے، اور محرم (حاجی) کی تکبیر مقید کی ابتدا یوم النحر (دس ذی الحجہ) کے نماز ظہر کے بعد سے تیرہ ذی الحج کے عصر تک ہے۔

تکبیر کے کلمات:

☆ تکبیر کے کلمات کو جوڑا جوڑا پکارے جیسے «الله أكبر ، الله أكبر ،لا إله إلا الله ،والله أكبر ،الله أكبر ، ولله الحمد».

☆ یا تکبیر کے کلمات پہلے میں طاق اور دوسرے میں جفت پکارے جیسے «الله أكبر ، الله أكبر ، الله أكبر ،لا إله إلا الله ،والله أكبر ،الله أكبر ، ولله الحمد».

☆ یا تکبیر کے کلمات طاق پکارے جیسے «الله أكبر ، الله أكبر ، الله أكبر ،لا إله إلا الله ،والله أكبر ،الله أكبر ، الله أكبر ، ولله الحمد».

صلاۃ عیدین کے مسائل

☆ عید کے دن غسل کرنا، نئے کپڑے پہننا، اور خوشبو لگانا مستحب ہے۔

☆ عورتوں کا بھی عید گاہ جانا مسنون ہے حتی کہ وہ عورتیں بھی جا سکتی ہیں جو ناپاک (حیض و نفاس والی) ہوں، وہ خطبہ اور دعا میں شریک ہوں۔

☆ عید گاہ ایک راستے سے آنا اور دوسرے راستے سے جانا سنت ہے۔

☆ عید الفطر کے دن عید گاہ نکلنے سے پہلے چند طاق کھجوریں کھانا مسنون ہے، اور عید الاضحی کے دن بغیر کچھ کھائے عید گاہ جانا سنت ہے۔

☆تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ اٹھائے، تکبیر زوائد کے ساتھ عیدین اور استسقاء کی نماز میں اپنے ہاتھوں کو نہ اٹھائے۔
☆اگر کسی کی نماز عیدین چھوٹ جائے تو وہ اس کو اسی طرح جس طرح اس کا طریقہ بیان ہوا ہے اسی طریقے پر قضا کر لے۔☆نماز عیدین کی ادائیگی کے بعد آدمی عید گاہ سے جا سکتا ہے لیکن خطبہ سننا افضل ہے۔
☆ان دونوں عیدوں کے علاوہ ہجری یا عیسوی سال کے آغاز پر، شب معراج، شب شعبان، میلاد النبی، میرج ڈے، برتھ ڈے یہ سب منانا بدعت ہے۔
☆اگر کسی ملک میں غیر شرعی عید کی پارٹی میں بلایا جائے تو اس میں شرکت کرنا جائز نہیں۔

٦-صلاۃ کسوف وخسوف (گہن کی نماز) کا بیان

سورج اور چاند گہن اللہ کی نشانیوں میں سے دو عظیم نشانیاں ہیں، اس کے ذریعہ اللہ تعالی بندوں کو ڈرانا چاہتا ہے، تاکہ وہ اس کی طرف رجوع کریں، اور ساتھ ہی جاہلیت کے اس عقیدہ کی تردید بھی مقصود ہے کہ سورج میں گہن کسی بڑے آدمی کی ولادت یا موت کی وجہ سے لگتا ہے، جیسا کہ ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: «إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ، يُخَوِّفُ اللَّهُ بِهِمَا عِبَادَهُ، وَإِنَّهُمَا لا يَنْكَسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ مِنَ النَّاسِ، فَإِذَا رَأَيْتُمْ مِنْهَا شَيْئًا فَصَلُّوا، وَادْعُوا اللَّهَ حَتَّى يُكْشَفَ مَا بِكُمْ » (صحیح البخاري: ١٠٤١، صحیح مسلم: ٩١١)۔"سورج اور چاند اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں، اللہ ان کے ذریعہ اپنے بندوں کو ڈراتا ہے، کسی کے مرنے کی وجہ سے ان میں گہن نہیں لگتا، پس جب تم گہن دیکھو تو نماز پڑھو، اور اللہ سے دعا کرو یہاں تک کہ وہ ختم کر دیا جائے "۔

کسوف کا معنی:

سورج کی روشنی یا اس کا بعض حصہ دن میں چھپ جانا، یعنی گہن لگ جانا۔

خسوف کا معنی:

چاند کی روشنی یا اس کا کچھ حصہ رات میں چھپ جانا، یعنی گہن لگ جانا۔

صلاۃ کسوف وخسوف کا حکم:

کسوف وخسوف کی نماز سنت مؤکدہ ہے،اور ہر مسلمان مرد وعورت پر ہے،اور یہ سفر وحضر دونوں حالتوں میں پڑھی جا سکتی ہے۔

چانداور سورج گہن کی نماز کا طریقہ:

سورج اور چاند گہن کی نماز کے لئے نہ تو کوئی اذان ہے اور نہ ہی کوئی اقامت، لیکن اس سے آگاہ کرنے کے لئے دن ہو یا رات اس کلمہ کے ساتھ ایک یا اس سے زیادہ بار اس طرح ندا دی جائے گی" الصلاة جامعة"،اس کے بعد امام تکبیر تحریمہ کرے،اور سورہ فاتحہ کے ساتھ کسی لمبی سورت کی جہری قرأت کرے،اور پھر طویل رکوع کرے، پھر (سمع الله لمن حمده ،ربنا و لك الحمد) کہتے ہوئے رکوع سے سر اٹھالے، پھر سورہ فاتحہ کے ساتھ کوئی سورت پڑھے جو پہلے پڑھی گئی سورت سے نستبا چھوٹی ہو،اور جہری طور پر قرأت کرے، پھر رکوع میں جائے،اور پہلی رکعت کے رکوع سے یہ نسبتا خفیف ہو، پھر رکوع سے سر اٹھائے، پھر دو لمبا سجدہ کرے جیسے دیگر نمازوں میں کرتا ہے ،پھر دوسری رکعت کے لئے کھڑا ہو اور بالکل پہلی رکعت ہی کی ہیئت میں دوسری رکعت بھی ادا کرے، لیکن دوسری رکعت پہلی رکعت کے مقابل ہلکی ہو، پھر تشہد میں بیٹھے اور سلام پھیر دے۔

نماز گہن کے چند مسائل:

☆اگر سورج یا چاند گہن کسی فرض نماز کے وقت واقع ہو تو اگر دونوں نمازوں کے لئے وقت کافی ہے تو پہلے گہن کی نماز ادا کرلی جائے،اور اگر ایسا نہ ہو تو پہلے فرض نماز ادا کرلی جائے۔

☆نماز کی ادائیگی کے بعد امام کا خطبہ دینا مسنون ہے جس میں لوگوں کو اللہ کی طرف رجوع ہونے، کثرت دعاء،استغفار اور صدقہ وخیرات کرنے کی ترغیب دے۔

☆اگر کوئی گہن کی نماز ادا نہ کرسکا ہو اور گہن ختم ہو گیا ہو تو اس کی قضا نہیں کی جائے گی۔

۸-صلاۃ استسقاء

استسقاء کا معنی:

ایک مخصوص انداز میں اللہ تعالی سے بارش برسانے کی دعا کرنا۔

نماز استسقاء کا حکم:

نماز استسقاء کا درجہ سنت مؤکدہ کا درجہ ہے،اور یہ نماز ممنوع اوقات چھوڑ کر کسی بھی وقت پڑھی جاسکتی ہے، لیکن اس کا افضل وقت سورج کے ایک نیزہ بلند ہونے کے بعد ہے یعنی سورج طلوع ہونے کے تقریبا پندرہ منٹ بعد۔

نماز استسقاء کی کیفیت:

جب وقت ہو جائے تو امام آگے بڑھے اور بغیر اذان واقامت کے لوگوں کو دو رکعت نماز پڑھائے، پہلی رکعت میں تکبیر تحریمہ کے بعد سات تکبیرات زوائد کہے،اور دوسری میں قیام کے بعد پانچ تکبیرات زوائد کہے، پھر سورہ فاتحہ کی جہری قرأت کرے،اور اس کے بعد کوئی بھی سورت پڑھے،اور باقی نماز عام نماز کی طرح ادا کرے، پھر سلام پھیر دے۔

نماز استسقاء کی دعائیں:

☆ «اللَّهُمَّ أَنْتَ اللَّهُ، لا إِلَهَ إِلا أَنْتَ الْغَنِيُّ وَنَحْنُ الْفُقَرَاءُ، أَنْزِلْ عَلَيْنَا الْغَيْثَ، وَاجْعَلْ مَا أَنْزَلْتَ لَنَا قُوَّةً وَبَلاغًا إِلَى حِينٍ» (أبوداود: ١١٧٣، حسن)۔

"اے اللہ! تو اللہ ہے، تیرے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں، تو غنی ہے ہم فقیر ہیں، ہمارے اوپر بارش نازل فرما،اور جو تو ہمارے لئے نازل فرما اسے ایک مدت تک قوت وکفالت کا ذریعہ بنادے"

☆«اللَّهُمَّ اسْقِنَا غَيْثًا مُغِيثًا، مَرِيئًا مَرِيعًا، نَافِعًا غَيْرَ ضَارٍّ، عَاجِلا غَيْرَ آجِلٍ»(أبوداود: ١١٦٩)۔ "اے اللہ! تو ہمارے اوپر عام بارش برسا جو سیراب کرنے والی اور کھیتی کو بڑھانے والی ہو، نفع بخش ہو نقصان دہ نہ ہو، جلدی نازل کردے، دیر نہ کر"۔

☆«اللَّهُمَّ اسْقِ عِبَادَكَ، وَبَهَائِمَكَ، وَانْشُرْ رَحْمَتَكَ، وَأَحْيِ بَلَدَكَ الْمَيِّتَ»(أبوداود: ۱۱۷٦، حسن)۔

"اے اللہ! تو اپنے بندوں اور جانوروں کو سیراب کر دے، اور اپنی رحمت کو بکھیر دے، اپنے مردہ شہر کو زندہ کر دے"۔

جب کثرت بارش سے نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو تو یہ دعا پڑھیں: «اللَّهُمَّ حَوَالَيْنَا ، وَلاَ عَلَيْنَا ، اللَّهُمَّ عَلَى الآكَامِ وَالجِبَالِ وَالآجَامِ وَالظِّرَابِ وَالأَوْدِيَةِ وَمَنَابِتِ الشَّجَرِ»(صحیح البخاري: ۱۰۱۳، صحیح مسلم:۸۹۷)۔

"اے اللہ! ہمارے ارد گرد برسا، اور ہم پر نہ برسا، ٹیلوں، پہاڑوں، ٹیکریوں اور وادیوں اور درخت اگنے کی جگہوں پر برسا"

نماز استسقاء کے مسائل:

☆ بچے بوڑھے، مرد وعورت سب نماز استسقاء میں شریک ہو سکتے ہیں۔

☆ نماز استسقاء جماعت کے ساتھ پڑھنا اکمل اور افضل ہے، یا صرف خطبہ جمعہ میں دعا کی جائے، یا ایسے ہی بغیر نماز اور خطبہ کے دعا واستغفار کیا جائے۔

☆ نماز استسقاء میں امام نماز سے پہلے ایک خطبہ دے، اور حدیث کی روشنی میں گفتگو کرے۔

۹-صلاۃ الضحی (چاشت کی نماز) کا بیان

چاشت کی نماز کا حکم:

چاشت کی نماز سنت ہے، اس کی کم سے کم تعداد دو رکعت ہے، اور زیادہ سے زیادہ آٹھ رکعت ہے جیسا کہ ام ہانی رضی اللہ عنہا نے بیان کیا ہے، اور اسے صلاۃ الاوابین بھی کہتے ہیں۔

چاشت کی نماز کا وقت:

جب سورج ایک نیزہ بلند ہو جائے یعنی طلوع آفتاب کے بعد تقریباً پندرہ منٹ گذر جائے تو اس کا وقت شروع ہوتا ہے، اور سورج ڈھلنے سے پہلے تک رہتا ہے، سخت گرمی میں اس کا افضل وقت اس وقت ہے جب اونٹ کے بچے کے پاؤں زمین پر رکھنے کی وجہ سے جلنے لگیں۔

چاشت کی نماز کا مقام:

ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: «يُصْبِحُ عَلَى كُلِّ سُلَامَى مِنْ أَحَدِكُمْ صَدَقَةٌ، فَكُلُّ تَسْبِيحَةٍ صَدَقَةٌ، وَكُلُّ تَحْمِيدَةٍ صَدَقَةٌ، وَكُلُّ تَهْلِيلَةٍ صَدَقَةٌ، وَكُلُّ تَكْبِيرَةٍ صَدَقَةٌ، وَأَمْرٌ بِالْمَعْرُوفِ صَدَقَةٌ، وَنَهْيٌ عَنِ الْمُنْكَرِ صَدَقَةٌ، وَيُجْزِئُ مِنْ ذَلِكَ رَكْعَتَانِ يَرْكَعُهُمَا مِنَ الضُّحَى» (صحیح مسلم: ۷۲۰)۔

”تم میں سے ہر شخص کے ہر جوڑ پر صدقہ واجب ہے، پس ہر سبحان اللہ صدقہ ہے، ہر الحمد للہ صدقہ ہے، ہر لا الہ الا اللہ صدقہ ہے، ہر اللہ اکبر صدقہ ہے، بھلائی کا حکم دینا صدقہ ہے، برائی سے روکنا صدقہ ہے، اور ان تمام کی جگہ چاشت کی دو رکعتیں کافی ہیں“۔

۱۰-صلاۃ الاستخارۃ

استخارہ کا معنی: مشروع، مباح یا مندوب امور میں سے کسی امر میں اللہ سے خیر طلب کرنا،اور خاص طور سے اس وقت جب دو چیزں کے اندر اختیار میں اشتباہ ہو جائے کہ کسے اختیار کرے۔

استخارہ کا حکم: استخارہ کی نماز سنت ہے۔

استخارہ کی نماز کا وقت اور اس کا طریقہ:

استخارہ کی نماز دو رکعت ہے، دونوں رکعتوں میں سورہ فاتحہ کے بعد جو بھی سورت آسان لگے پڑھ لے، کسی خاص سورت کی قید نہیں،اور دعائے استخارہ چاہے سلام پھیرنے سے پہلے پڑھے یا بعد میں لیکن پہلے پڑھنا افضل ہے،اور اس کے لئے کسی وقت اور تعداد کی تعیین نہیں ہے، صرف ایک بار ہی نہیں اسے کئی بار پڑھا جا سکتا ہے،جیسا کہ جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے،فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں تمام امور میں استخارہ ایسے ہی سکھاتے تھے جیسے قرآن کی کوئی سورت سکھاتے تھے،آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ تم میں سے جب کسی کے سامنے کوئی معاملہ پیش آئے تو دو رکعت نفل نماز پڑھے،اور یہ دعا پڑھے: « اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْتَخِيرُكَ بِعِلْمِكَ ، وَأَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ ، وَأَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ العَظِيمِ، فَإِنَّكَ تَقْدِرُ وَلاَ أَقْدِرُ، وَتَعْلَمُ وَلاَ أَعْلَمُ، وَأَنْتَ عَلام الغُيُوبِ، اللَّهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هَذَا الأَمْرَ خَيْرٌ لِي فِي دِينِي وَمَعَاشِي وَعَاقِبَةِ أَمْرِي - أَوْ قَالَ عَاجِلِ أَمْرِي وَآجِلِهِ - فَاقْدُرْهُ لِي وَيَسِّرْهُ لِي، ثُمَّ بَارِكْ لِي فِيهِ، وَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هَذَا الأَمْرَ شَرٌّ لِي فِي دِينِي وَمَعَاشِي وَعَاقِبَةِ أَمْرِي - أَوْ قَالَ فِي عَاجِلِ أَمْرِي وَآجِلِهِ - فَاصْرِفْهُ عَنِّي وَاصْرِفْنِي عَنْهُ، وَاقْدُرْ لِي الخَيْرَ حَيْثُ كَانَ، ثُمَّ أَرْضِنِي » (صحیح بخاري: ٦٣٨٢)۔

اے اللہ! میں تجھ سے تیرے علم کی مدد سے بھلائی طلب کرتا ہوں،اور تیری قدرت کی مدد سے تجھ سے طاقت چاہتا ہوں، اور تیرے فضل وکرم کی بھیک مانگتا ہوں،کیونکہ تو ہی قدرت والا

ہے اور میں عاجز ہوں،اور تو جانتا ہے ، میں نہیں جانتا، اور تو غیب کی باتیں جاننے والا ہے، اے اللہ! اگر تیرے علم میں یہ کام دین ودنیا کے لحاظ سے اور انجام کے لحاظ سے میرے لئے بہتر ہے تو تو یہ کام مجھ پر آسان کر دے، پھر مجھے اس کام میں برکت دے، اور اگرتو جانتا ہے کہ یہ کام دین ودنیا کے لحاظ سے اور انجام کے لحاظ سے میرے لئے برا ہے تو مجھ سے اس کام کو دور رکھ اور مجھے اس کام سے باز رکھ، اور میرے لئے بہتری مقدر کردے جہاں ہو، اور پھر مجھے اس پر راضی اور مطمئن کر دے۔ پھراس کے بعد اپنی ضرورت کا نام لے۔

استخارہ کے مسائل:

☆حرام اور مکروہ چیز کے لئے استخارہ نہیں ہے، استخارہ کسی سے مشورہ چاہنے سے پہلے ہے، جب استخارہ سے کوئی چیز واضح نہ ہو تو لوگوں سے مشورہ کرے۔

☆غیروں سے استخارہ کروانے کا ثبوت قرآن وحدیث میں نہیں ہے، اور نہ ہی یہ ہے کہ استخارہ کے بعد داہنے کروٹ لیٹے، اور پھر کوئی خواب نمودار ہو، بلکہ استخارہ کا مطلب یہ ہے اللہ کی طرف سے آپ کا دل کسی ایک چیز کی طرف مائل ہو جائے، اور پھر آپ اسی کو اپنے لئے بہتری سمجھتے ہوئے اختیار کرلیں۔